تکفیری ٹولہ روافض کی تارِ عنکبوت تار تار
چمن زمان کی ریت کی دیوار پھر ریزہ ریزہ



تحریری محاسبہ

وکیل کنزِ العلماء۔۔۔۔مابین۔۔۔۔وکیل روافض



چمن زمان کے الزامات کا مدلل جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی کلمات

الحمد للہ مذل الباطل و ناصر الحق و الصلاۃ و السلام علی من أرسلہ بالھدی و دین الحق

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

قارئین کرام! گزشتہ کم وبیش چار سال سے امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر کھانے والے اہلسنت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر رافضیت کو پرموٹ کرنے والے چند ایک عناصر نے خوب خوب شر پھیلایا ہوا ہے۔ اور ان کا شر اس قدر بڑھ چکا ہے کہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی ان کی زبانیں، ان کے قلم حرکت میں آچکے ہیں۔

کل تک جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دفاع کرتے تھے، آج بکواسات کرتے نظر آرہے

ہیں۔کل تک جو سٹیجوں پر یہ بیان فرماتے تھے کہ جو مولا علی کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے یا جانے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اسی کوڑے لگاتے آج وہ لوگ سٹیجوں پر مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو افضل بتاتے نظر آرہے ہیں۔جو کل تک مشاجرات صحابہ واہلبیت پر اہلسنت کا موقف پیش کرتے تھے آج وہ لوگ روافض کے ترازو میں مشاجرات صحابہ و اہل بیت تولتے نظر آرہے ہیں۔کل تک جو لفظ ام المؤمنین امی جان سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خود بولتے تھے آج انہیں وہ لفظ سیدہ کائنات سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں گستاخی وکفر نظر آرہا ہے اور اس پر انہوں نے خوب طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے۔

اور امام جلالی زید شرفہ کے بغض وحسد میں آکر اس تکفیری ٹولے نے سیدہ کائنات سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ایسے الفاظ بولے کے جو گستاخی پر مبنی تھی۔کہاں خطائے اجتہادی کے مقدس الفاظ جو عیب نہیں گناہ نہیں بلکہ شان اور ثواب ہیں اور کہاں خطا کارا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

---

[1] ان لوگوں نے جو ایف آئی آرز کٹوائیں اور تقریریں کیں ان میں خطا کار ہی ذکر کرتے رہے۔

شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

لبیک یا رسول اللہ ﷺ

قارئین کرام! امام جلالی زید مجدہ نے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پڑھی اس وقت جب شان سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مسلسل حملے ہو رہے تھے۔ نیوز چینلوں پر محافل ومجالس میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور چور ڈاکو لوٹ رہے تھے اس وقت محسن اہلسنت مفکر اسلام امام جلالی دامت برکاتہم العالیہ نے بلب جلایا روشنی کی اندھیرا دور کیا۔ رافضیوں کو جواب دیا۔ جس پر رافضیوں نے تو شور ڈالا ہی ڈالا اہلسنت کا لبادہ اوڑھے ہوئے نیم رافضی بھی ظاہر ہو گئے۔

امام جلالی دامت برکاتہم العالیہ نے باغ فدک کو بیان کرتے ہوئے اس طوفان بدتمیزی کو جو برپا کیا ہوا تھا، اور طرح طرح سے شان سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ آور ہوتے تھے ان حملوں کو روکنے کے لئے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو بیان فرمایا اور پھر اس کی مختصر سی تشریح اپنے الفاظ میں بیان فرمائی

اس کو سیاق وسباق سے کاٹ کر طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا۔ اور ایف آئی آر زمیں مزید بہتان

تراشی کرتے ہوئے لکھوایا کہ جلالی صاحب نے خطا کار کہا ہے معاذ اللہ ثم معاذ۔

قبلہ کنز العلماء پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے الفاظ آپ احباب کے سامنے ہیں۔

اس پر کثیر دلائل قائد محترم اپنے کثیر خطابات میں دے چکے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل حنیف قریشی صاحب اور اویس ربانی صاحب دونوں قبلہ جلالی صاحب زید شرفہ کو گستاخ ثابت کرنے کے لیے ایک پروگرام کیا اور اس کے بعد غائب ہو گئے مگر ایک بل سے متعدد بار شکست کھانے والی عظیم شخصیت چمن زمان صاحب المعروف چھپن چھپان صاحب ظاہر ہوئے کہ میں تحریری مناظرہ کا چیلنج کرتا ہوں۔ ناچیز نے اس کی علمی قابلیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو ایک آسان سا سوال پیش کر دیا:

''لفظ خطا سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں گستاخی ہے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں نہیں؟''

جس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کیا ان کا فتوی صرف اور صرف امام جلالی دامت برکاتہم العالیہ پر ہی ہے یا پھر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی۔ یہی لفظ پیر صاحب نے، اعلی حضرت نے، مجدد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور کثیر تعداد میں عظیم ہستیوں نے بولا ہے۔ فتوی تو ایک ہی ہے ناں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کثیر پر نہ لگے اور ایک پر ہی لگے؟

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ جب تک یہ بات کلیئر نہ ہوگی اس وقت تک بات آگے چل ہی نہیں سکتی، اور چمن زمان صاحب مدعی ہیں اور ان کا کام بنتا ہے کہ اپنے اس دعوی کو کہ خطائے اجتہادی کی نسبت کفر و گستاخی ہے اس کو ثابت کریں۔ مگر چمن زمان صاحب تو اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے مدعی ہونے سے ہی بھاگتے رہے۔

پھر جناب نے ایک تحریر پیش کی جس میں کہیں بھی ہمارے سوال کا جواب نہیں دیا گیا تو ہم نے اس کا محاسبہ کیا بنام تحریری محاسبہ بر تحریری مناظرہ در مسئلہ عقیدہ معصومیت جس کے بعد اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے چمن زمان صاحب نے اس کو ہماری طرف سے مناظرہ کی پہلی ٹرن کا

جواب سمجھا۔

اس سے ہی چمن زمان صاحب کی جہالت واضح ہو جاتی ہے کہ جب ہم نے سوال کیا تو جب تک چمن زمان صاحب اس کا جواب نہیں دیتے کیسے بات آگے بڑھ سکتی ہے؟ (تحریری مناظرہ کا آغاز چمن زمان کا بھرپور تعاقب کرنے کے بعد اس کی فراریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے کیا تھا، ناچیز نے دس سوال ان لوگوں کو کئے تھے جس کا جواب دینے سے ساری کی ساری تکفیری ذریعت قاصر ہے!) اور پھر چمن زمان صاحب نے اپنی طرف سے مناظرہ کی دوسری قسط پیش کردی۔

ہمیں چمن زمان اور تکفیری ٹولے کی مکاریوں کا اچھی طرح ادراک ہے کہ وہ خلط مبحث کر کے بات کو طول دینا تو اچھی طرح جانتے ہیں لیکن حتمی جواب دینے سے ہمیشہ بھاگتے ہیں اور نفس مسئلہ سے جان چھڑاتے ہیں اس لیے ہم نے انہیں ایک ایسے سوال میں گھیرا کہ جس سے بچنے کے لیے چمن زمان نے بالآخر وہ پھندہ بھی قبول کرلیا جس سے بچارا تین سال سے بھاگ رہا تھا یعنی ہمارے دس سوال خیر ان دس سوالوں کے جواب میں بھی اپنی شکست کا خود ہی اعلان کر دیا جسکی تفصیل

عنقریب آئے گی۔ہم اپنے وعدے کے مطابق اس کے جواب دینے پر اس کے اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب پیش کرتے ہیں جس کا جواب ساری تکفیری ذریت کبھی نہ دے سکے گی۔

قارئین کرام!

اب ناچیز چمن زمان کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کا محاسبہ کرتا ہے۔

اوران شاء اللہ عزوجل ناچیز کا دعوی ہے کہ اس کا جواب دینے سے بھی ساری کی ساری تکفیری ذریعت قاصر ہی رہے گی۔

اب اس محاسبہ کا آغاز کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر 4 پر چمن زمان صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس بدنصیب نے سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی جانب ان الفاظ کی نسبت کی جن کی نسبت کرنے کی جرات کوئی کافر بھی نہ کرسکا۔

اقول: بارہاہمارا یہ مطالبہ ہے آپ سے کہ آپ لفظ خطا کو گستاخی وکفر کہتے ہیں اور یہ آپ کا

دعوی ہے تو اس پر دلیل عطا فرمائیں، امام اہلسنت اعلیحضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف تو آپ بکواسات کر ہی چکے ہیں۔آپ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر حکم لگائیں کیا لگاتے ہیں؟ عبارات ہم پیش کر دیتے ہیں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات:

پیر صاحب کی عبارات: ''مع ھذا تعبیر میں وقوع خطاء بھی ممکن ہے جیسا کے خواب میں آپ نے یہی سمجھا کہ امسال مکہ معظّمہ زادھا اللہ تکریما جانا ہوگا۔اور بعد مراجعت فرمانے کہ حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر میں تخصیص امسال کی غلطی ہوئی۔'' (شمس الھدایۃ)

ملفوظات میں ہے کہ:

مقصود اصلی مکہ میں داخل ہونا ہے خواہ وہ امثال ہو یا آئندہ سال۔پس خطا فی تعبیر ہے نہ کہ اصل واقع میں''

جی چمن زمان صاحب!

پہلی عبارت میں خطاء اور دوسری میں غلطی اور وہ بھی مطلق اجتہادی کی قید بھی نہیں ہے۔

آپ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف ان الفاظ کی نسبت کرنے والے کو گستاخ و کافر کہا (معاذ اللہ) ہمت اور جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک آدھا فتوی ادھر بھی لگا دیں۔ادھر تو ان الفاظ کی نسبت بھی سید عالم،نور مجسم،شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔اس معاملے میں آپ کو مزید چستی دکھانی چاہئے۔

ہم پھر سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ جناب چمن زمان صاحب اپنے ان اصول وضوابط کی بنا پر (جن اصول وضوابط کی بنا پر امام جلالی زیدشرفہ پر فتوی لگا رہے ہیں) پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر فتوی صادر فرمائیں۔

جناب کے نزدیک پیر صاحب کتنے بڑے بدنصیب ہوئے کہ ان الفاظ کی نسبت کی جن کی نسبت کرنے کی جرات کوئی کافر بھی نہ کرسکا۔چمن زمان صاحب پیر صاحب نے تو امام الانبیاء خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کی اور دونوں لفظوں کی کی جو آپ کے نزدیک گستاخی و

کفر ہیں تو آپ دیر کیوں کر رہے ہیں جلدی کریں فتوی لگائیں، گستاخی وکفر کا۔

آپ جلد اپنا موقف پیش کریں، جب آپ سے بات نہیں بنے گی تو ہم اہلسنت کے مسلمات کی روشنی میں ان تمام عبارات کا وہی مفہوم بیان کریں گے جو پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔

صفحہ نمبر 4 لائن نمبر 8 بہت بڑا جھوٹ چمن زمان صاحب لکھتے ہیں کہ:

''راقم الحروف نے 03 دسمبر ہی کو اس ایک صفحاتی تحریر کے جواب میں 18 صفحاتی تحریر جاری کی۔''

اقول: چمن زمان صاحب اور ساری تکفیری ذریت ان 18 صفحات میں سے کہیں بھی ہماری ایک صفحاتی تحریر (یہ ناچیز کا گیارہواں سوال تھا جس کو چمن زمان صاحب نے پرچی اور ایک صفحاتی تحریر کا نام دیا) کا جواب دکھا دیں۔

قارئین کرام کہیں بھی چمن زمان نے ہمارے سوال کا جواب نہیں دیا۔ بس صفحات ہی سیاہ

کئے ہیں۔

اور اس کے فوراً بعد چمن زمان صاحب نے نویں (9) لائن میں لکھا کہ:

''اور اصول مناظرہ کے مطابق گفتگو کی ابتداء کر دی۔''

اقول: چمن زمان صاحب کو یہی نہیں معلوم کہ مدعی کون؟ اور دعوی کس کا ہے؟ اور دلیل کس نے دینی ہے؟ اپنی 18 صفحات والی تحریر میں صفحہ نمبر 15 پر لکھا کہ:

''وکیل صاحب آپ تو بہت بڑے جاہل ثابت ہوئے کیا دلائل کی ابتدا بزرگوں کے اقوال سے کی جاتی ہے؟''

ہمارے ایک سوال کو کہ جس کے بغیر بات مکمل ہو ہی نہیں سکتی (جب تک یہ بات کلیئر نہ ہوگی کہ فتوی سبھی پر ہے یا کہ امام جلالی پر۔ اگر سبھی پر ہے تو حکم واضح کریں اور اکابرین جس سمت میں ہیں ہم اللہ کے فضل و کرم سے اسی سمت ہیں، اکابرین پر فتوی نہیں ہے تو امام جلالی پر کیوں؟)

اسی دوسری قسط میں اسی صفحہ نمبر 4 (جو کہ دراصل صفحہ نمبر 1 ہے) اور لائن نمبر 7 پر خود ہی لکھتا

ہے کہ:

''اشرف کے وکیل زاہد نعمانی نے تحریری مناظرہ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے پہلی تحریر جاری کی۔''

اقول: چمن زمان صاحب اس بات کا اقرار بھی کر رہے ہیں کہ مناظرہ کا چیلنج قبول کر کے پہلی تحریر ناچیز نے پیش کی اور وہ پہلی تحریر ناچیز کا گیارہواں سوال ہے ناچیز نے گیارہ سوال پیش کیے۔
اس سوال کا جواب تو چمن زمان صاحب نے نہ دیا جبکہ 18 صفحات کی ایک تحریر لکھ دی۔
پھر ہم نے اس کا محاسبہ کیا کہ تم ہمارے سوالات کا جواب تو دو! ہماری پہلی تحریر کا جواب دو
مگر اس کے بعد اس کی دوسری تحریر آئی لیکن جواب کہیں بھی نہیں دیا اور ادھر باتیں سبحان اللہ!
اصول مناظرہ کے مطابق گفتگو کی ابتداء کر دی۔

یہ کیسا اصول ہے کہ آپ پر سوال کیا جائے تو آپ آئیں بائیں شائیں کریں! اس سوال کے جواب کی طرف آئیں ہی نہ، کہیں کہ وہ بعد میں، بعد میں۔۔۔۔۔کیا جناب کے نزدیک یہی اصول

ہیں؟؟؟

صفحہ نمبر 4 لائن نمبر 11 پر بھی چمن زمان صاحب نے جھوٹ تحریر فرمایا کہ:

''البتہ خطائی ذریت گالی گلوچ کی موروثی عادت کو حسب سابق دہرانے میں مصروف رہی۔''

اقول: چمن زمان صاحب جس تنظیم کے مرکزی ناظم اعلیٰ ہیں اس تنظیم کے قائد سے لے کر کارکن تک گالی گلوچ تو آپ کا ورثہ ہے اور اگر آپ کی طویل تحریروں سے گالیوں کا حصہ نکال دیا جائے تو بمشکل پانچواں حصہ رہ جائے گا۔ آپ اپنی تحریر کو ایک دفعہ خود ہی پڑھ لیا کریں اور پڑھنے کے بعد پھر فیصلہ دیجیے گا کہ گالی دینا کن کا شعار ہے؟

اور ہماری تحریر پڑھ کر بھی کسی عام آدمی سے پوچھیے گا کہ مہذب گفتگو کس کی ہے؟

گالی گلوچ کی تربیت جناب کی تنظیم کے سٹیج سے ہوتی ہے اور تحریر میں گالی گلوچ کو ہماری طرف منسوب کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ

کئی لومڑیوں کو پیچھے چھوڑتی ہے

یہ مکاری چمن زمان صاحب کی

صفحہ نمبر 4 کی آخری لائن پر اور صفحہ نمبر 5 کے شروع میں بھی جھوٹ تحریر فرمایا:

''ناچیز کی تحریر 5 دسمبر کو ہی مکمل ہوئی۔''

صفحہ نمبر 5 لائن نمبر 3 میں لکھا کہ:

''یوں لوگوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوسکیں۔''

اقول: دھوکا تو چمن زمان صاحب لوگوں کو دے رہے ہیں کہ ہمارے سوال کا جواب تو کہیں دیا ہی نہیں اور کہہ یہ رہے ہیں کہ اس کے جواب میں 18 صفحات کی تحریر لکھ دی ہے۔ چمن زمان صاحب 17 صفحات اور ایک دو کے علاوہ سبھی آپ کو معاف۔ آپ اپنی اس پوری تحریر میں سے کسی ایک یا دو لائنوں کو دکھا دیں کہ جس میں ہمارے سوال کا جواب دیا ہو اور اپنی جان چھڑائی ہو۔

آپ زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہیں مگر ہمیں اٹھارہ صفحات تو کجا، ایک یا دو لائنوں میں سے کسی لائن میں جواب نہیں دکھا سکتے۔ کیوں کہ آپ دکھاتے تب جب آپ نے لکھا ہوتا! جب آپ نے لکھا ہی

نہیں ہے تو دکھائیں گے کہاں سے؟

یہ دجل وفریب آپ کرر ہے ہیں اور الزام ہم پر لگا رہے ہیں۔

شرم نبی، خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

چمن زمان صاحب نے اسی صفحہ نمبر 5 پر ہماری طرف دجل وفریب کی نسبت کی حالانکہ جو سٹیجوں پر ان کے قائدین ان کی تربیت فرماتے ہیں، یہاں اس نے اس کا اظہار کیا۔

حقیقت سبھی احباب کے سامنے ہے کہ پہلے دن سے ان لوگوں نے خیانتیں، جھوٹ، دھوکے بازیاں شروع کی ہوئی ہیں۔ان کے دجل وفریب کی ایک مثال یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے بزرگ حضرات کو جا کر جھوٹ بولا اور دھوکا دیا۔جبکہ آج وہی بزرگ ہستیاں قبلہ قائد محترم کی صحتیابی کے لئے دن رات دعا گو ہیں۔

یہ فقط اس تکفیری ٹولے کا دجل وفریب تھا۔

وہی قبلہ امام جلالی زید شرفہ ہیں اور وہی قبلہ استاذ محترم عبدالستار سعیدی صاحب اور دیگر شیوخ

زید شر فہم ہیں۔ اور یہ تکفیری ٹولہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم نے تو مکمل زور لگا یا تھا مگر یہ سب ویسے کے ویسے ہی ہیں۔

تو ناچیز فقط اتنا ہی کہنا چاہے گا کہ جیت ہمیشہ سچ کی ہی ہوتی ہے۔ جھوٹ کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہماری کسی کے ساتھ کوئی ذاتی لڑائی نہیں ہے۔ ہم اعتقاد کو دیکھتے ہیں، افکار کو دیکھتے ہیں۔ جو جو بھی اہلسنت و جماعت کے اصول وضوابط کے مطابق سنی ہے وہ ہمارے سر کا تاج ہے اور جو پھسلا ہوا ہے اس کو ہم اپنے جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین ناچیز کے قلم کو وہ تاثیر بخشے کہ ایرانی کرنسی اپنی موت آپ مرجائے اور اسلام کا بول بالا ہو۔

آمین بجاہ النبی الامین و صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی قسط میں اٹھائے گئے سوالوں کے جواب

چمن زمان نے پہلی قسط جس میں اس نے ہمارے ایک سوال (گیارہویں سوال) کا جواب دینا تھا جواب تو نہ دیا اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بھاگنے کی بھرپور کوشش کی اور الٹا ہم پر ہی سوال کر دیئے۔

ناچیز نے اپنے اس ایک (گیارہویں) سوال کو چمن زمان کی قابلیت دیکھتے ہوئے مزید آسان کرتے ہوئے صرف ایک سطر میں بیان کر دیا کہ:

''لفظ خطا سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں گستاخی ہے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں نہیں؟''

اس کا جواب دینے سے بھی چمن زمان صاحب اور ساری تکفیری ذریت بھاگ رہی ہے۔

ہم نے پھر اعلان کیا کہ تم ہمارے سوالوں کے جواب دو اگلے چوبیس گھنٹوں میں ہم تمہارے تمام سوالوں کے جواب دیں گے۔ جناب 6 سوال کہہ رہے ہیں اور 10 کی گنتی پوری کرنے کا کہہ

رہے ہیں جبکہ جناب کے چمچے اٹھارہ (18) سوال کہہ رہے ہیں۔ ناچیز نے برملا کہا کہ اگر تم ہمیں اٹھائیس (28) سوال بھی دے دو ہم ان شاء اللہ اٹھائیس کا بھی جواب دے دیں گے۔ تم ہمارے سوالوں کے جواب دو تو سہی۔

وہ بھاگ رہے ہیں اور باور یہ کروانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ (ناچیز) جواب نہیں دے سکتا۔ تو بحمدہٖ تعالیٰ ناچیز اس کے ان چھ اعتراضوں کا جواب دیتا ہے۔ اور اس سے پھر مطالبہ کرتا ہے کہ تم ہمارے گیارہ سوالوں کے جواب دو۔

پہلا اعتراض جو کہ صفحہ نمبر 6 پر ہے:

''اشرف آصف (زید شرفہ) نے اپنی گفتگو کے دوران سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے بارے میں کہا:

خطا پر تھیں۔ جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں۔

ہمارا کہنا ہے کہ:

اشرف آصف کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ مسئلہ فدک میں سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی جانب خطا کی نسبت درست نہیں۔''

اقول: جناب چمن زمان صاحب ادھر یہ کہہ رہے ہو کہ ''درست نہیں۔'' جبکہ آپ بھول گئے کہ آپ کے نزدیک تو یہ ایسی گستاخی ہے کہ جس کی جرات کوئی کافر بھی نہ کرسکا۔ آپ کے نزدیک تو گستاخی وکفر ہے۔

قارئین کرام! جب ہر طرف سے شان سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہورہا تھا اس وقت روافض کو جواب دیتے ہوئے مامور من الرسول، رئیس المجددین، امام المسلمین، اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''تصفیہ مابین سنی وشیعہ'' جو ابھی چھٹی بار نومبر 2022 میں شائع ہوئی۔ اس کے صفحہ نمبر 76 پر دوسرا پیرہ لکھا ہے کہ:

''اس موضوع پر ایک اور دلیل جو فریق مخالف کی طرف سے دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بموجب آیۃ تطہیر اہل بیت علیہم الرضوان کو پاک گردانا ہے۔ لہٰذا سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فدک کا دعوی کرتے ہوئے کسی ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہوسکتیں۔

اس دلیل کا تفصیلی جواب آگے چل کر آیت تطہیر کی فصل میں دیا جائے گا۔ یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیت تطہیر کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی قسم کی بھی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بمقتضائے بشریت اس سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عفو و تطہیر الٰہی میں داخل ہوگی۔ سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحریک اور سلسلہ جنبانی نے ہم کو سمجھا دیا کہ آیت

یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ﴿النساء۔۱۱﴾

(خدا تمہاری اولاد کے متعلق تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔)

میں خطاب امت کی طرف ہے اور خلفائے ثلاثہ کے علاوہ اہل بیت پاک علیہم الرضوان نے بھی باغ فدک کے غیر مورث ہونے کو اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا۔''

(تصفیہ مابین سنی وشیعہ، صفحہ:76)

اور صفحہ نمبر 94 نیچے سے اوپر کی جانب چوتھی لائن پر موجود ہے کہ:

''خطا کا صدور بہر کیف مطہرین سے ممکن ہے''

چمن زمان صاحب نے کتنی بڑی خیانت کی ہے کہ سیاق وسباق سے کاٹ کرنامکمل جملہ لکھ دیا کہ:

خطا پر تھیں جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں۔

یہ اس کی بہت بڑی خیانت ہے۔ کیونکہ اگر مکمل بات بیان کی جاتی تو اہل علم اور ذی شعور لوگ سمجھ جاتے کہ ادھر بالکل ہی گستاخی کی بو بھی نہیں ہے۔

قائد محترم نے فرمایا کہ:

''مسئلہ باغ فدک میں یہ روافض تم دلیل نہ بناؤ کہ معصوم تھیں تو مانگنا ہی حق کی دلیل ہے۔ فرمایا نہیں خطا کا امکان تھا خطا پر تھیں جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگر کا ٹکڑا ہیں ان کی حدیث سن کر سر تسلیم خم کر لیا''

اس کو غیر جانبدار اور حق کا متلاشی بن کر کوئی معمولی سا بھی غور وفکر کرے گا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ اس میں کوئی گستاخی والی بات نہیں ہے۔

اس (چمن زمان) کے پہلے دو اعتراض ایک ہی ہیں دونوں کا اکٹھا جواب دیتا ہوں۔

دوسرا اعتراض:

''آپ کے مؤکل اشرف آصف (زید شرفہ) نے اپنے اس ناپاک جملے کو فاتح قادیانیت، تاجدار گولڑہ مامور من الرسول حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی تصفیہ شریف کی عبارت کی تشریح قرار دیا۔

ہمارا کہنا ہے کہ:

اشرف آصف اپنی گفتگو کو حضور اعلی سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی تصفیہ شریف کی عبارت کی تشریح قرار دے رہا ہے۔ جو درست نہیں۔ آپ مدعی کے وکیل ہیں لہذا مدعی کے اس دعوی کو واضح کریں۔''

اقول: اس کا مدلل جواب سمجھنے کے لیے ذرا تفصیل درکار ہے۔ اس سے پہلے ذرا تمہید سمجھ لیں۔

تمہید:

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ کسی بھی کتاب کی کسی بھی عبارت کا صحیح مطلب نکالنے کے لیے کلام کے سیاق وسباق کو بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب کی عبارت میں ایسے قرائن موجود ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ جناب چمن زمان صاحب بڑا پھڑک رہے تھے جناب چمن زمان صاحب اس قاعدے کو بھی ذہن میں رکھیں کہ:

اگرچہ فی ذاتہ امکان وقوع کو مستلزم نہیں ہوتا مگر کسی قرینہ سے مستلزم ہوسکتا ہے۔ قرائن خمسہ ذکر کیے ہیں۔ ابھی دلیل اور جواب دلیل تحریر کرنے کے بعد قرائن خمسہ تحریر کریں گے۔

دلیل:

فریقِ مخالف رافضی نے آیت تطہیر کو دلیل بنا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا معصومہ ہونا ثابت کر کے کہا کہ معصومہ سے کسی قسم کی خطاء (بشمول خطائے اجتہادی) نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالی عنہا مطالبہ فدک کے وقت خطا پر نہیں تھیں۔

جواب دلیل:

حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمہ اللہ تعالی نے جواب میں اس کی دلیل کو رد کر کے اگلی بات فہم مخاطب پر چھوڑ دی۔ اہل علم پر یہ مخفی نہیں کہ جب کسی دعوی کی دلیل باطل ہو اور قابل رد ہو تو اس کا دعوی بھی باطل ہو گا۔

اب دیکھیں فریق مخالف کا دعوی تھا:

حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالی عنہا معصوم ہونے کی وجہ سے اس معاملہ میں خطاء پر نہ تھیں۔

جب قبلہ پیر صاحب نے خصم کی دلیل کو باطل قرار دیا تو اس کا دعوی بھی باطل ہو گیا۔ (یعنی حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالی عنہا کا مسئلہ فدک کے اجتہاد میں خطا پر نہ ہونا) اور جب یہ دعوی باطل تو اس کی نقیض ثابت

اور یہ بات تو ایک منطق پڑھنے والا ادنی سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ اجتماع نقیضین جس طرح محال ہے اسی طرح ارتفاع نقیضین بھی محال ہے۔

یہ نہیں ہو سکتا کہ مخالف کا دعویٰ مسئلہ فدک کے اجتہاد میں خطا نہیں ہوئی، اس کا رد کر کے اس کو باطل کیا جائے۔ اور یہ بھی ثابت نہ ہو کہ اجتہاد میں خطا ہوئی

یعنی خطائے اجتہادی پر ہونا ثابت ہو گیا۔

اور یہی مطلب قبلہ امام جلالی صاحب حفظہ اللہ تعالی نے بھی بیان فرمایا تھا۔

لطیفہ:

چمن زمان کا دعویٰ ہے کہ قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صرف امکان ذکر کیا اس کے بعد وقوع مراد لینا صریح گستاخی اور توہین ہے۔ سوال صرف اتنا ہے کہ فریق مخالف کا دعویٰ (کہ مسئلہ فدک کے اجتہاد میں کوئی خطا نہیں ہوئی) کی نقیض کو ثابت کرنے کے لئے قضیہ پیش کریں۔

واضح رہے کہ مخالف کا دعویٰ ماضی کے متحقق الوقوع امر مسئلہ فدک سے ہے لہذا اس کی نقیض جو اس کے دعویٰ کو باطل کرے اس کا بھی ماضی میں متحقق الوقوع ہونا لازم ہے۔

قرائن خمسہ

اب آیئے ہم ایسے قرائن پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ قبلہ پیر صاحب بالفعل وقوع کے قائل ہیں۔

قرینہ نمبر 1۔

صفحہ نمبر 46 پر ہی عبارتِ مذکورہ سے آگے عبارت ہے:

''سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحریک اور سلسلہ جنبانی نے ہم کو سمجھا دیا کہ آیۃ یوصیکم اللہ ۔۔۔۔ الی آخرہ میں خطاب امت کی طرف ہے۔''

یہ عبارت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ آیۃ یوصیکم میں صرف امت کی طرف خطاب ہے اور اس میں حضور نبی کریم علیہ السلام شامل نہیں تو اس کے باوجود وراثت نبوی کا مطالبہ فرمانا یہ مبنی بر خطائے اجتہادی ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہا بوقت مطالبہ خطائے اجتہادی پر تھیں۔

قرینہ نمبر 2:

عبارت مذکورہ کے ساتھ متصل عبارت ہے:

''اور خلفاء ثلاثہ کے علاوہ اہل بیت پاک علیہم الرضوان نے بھی باغ فدک کے غیر مورث ہونے کو اپنے عمل سے ثابت کر دیکھایا۔''

تصفیہ

جب باغ فدک کے غیر مورث ہونے پر صرف خلفاء ثلاثہ ہی نہیں بلکہ اہل بیت علیہم الرضوان بھی متفق ہیں کہ یہ کسی کو وراثت کے طور پر نہیں ملے گا تو اس کا مطالبہ کرنا خطاء ہو گا یا نہیں؟

قرینہ نمبر 3:

عبارت مذکورہ کے ساتھ متصل عبارت ہے:

''اور سارے عالم پر واضح ہو گیا کہ جناب سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بوجہ بضعۃ الرسول ہونے کے عبدیت محضہ کی وارث ہیں''

اس عبارت میں حضرت پیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔لیکن اس کے باوجود وہ عبدیت محضہ کی

تو وارثہ ہیں، لیکن مال نبوی کی وارثہ نہیں ہیں۔تو جب وہ وارثہ نہیں تو وراثت کا مطالبہ کیسے درست ہوگا؟ یہی کہنا پڑے گا کہ یہ مطالبہ مبنی برخطائے اجتہادی تھا۔

قرینہ نمبر 4:

مذکورہ عبارت کے ساتھ متصل عبارت:

’’اور اپنے والد ماجد علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ان کی عالی اور پاک شان بھی ملکیت کے دھبہ اور خدائی فیصلہ پر ناراضگی کے نقص سے منزہ اور پاک ہے۔‘‘

اس کے اندر قبلہ پیر صاحب نے دو باتیں فرمادیں

نمبر 1: باغ فدک کا مورث نہ ہونا خدائی فیصلہ تھا۔لہٰذا اس کی وراثت کا مطالبہ مبنی برخطائے اجتہادی ہوگا۔

نمبر 2: جب باغ فدک کے خدائی فیصلہ پر بی بی پاک رضی اللہ تعالی عنہا راضی ہیں، کوئی ناراضگی آپ میں نہیں پائی جاتی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا سے محبت کا دعوی کرنے والے ناراض کیوں

ہوتے ہیں؟

قرینہ نمبر 5:

صفحہ نمبر 46 پر پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر (مال نبوی) میراث یا ہبہ یا وصیت ہوتی تو چاہیے تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اپنی خلافت کے زمانہ ہی میں حسنین رضی اللہ تعالی عنہما کو یہ فرما کر فدک دے دیتے کہ لو بیٹا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے تمہاری والدہ پر ظلم کیا تھا مگر میں تمہارا حق تمہیں دیتا ہوں۔''

طاعنین (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اعتراض کرنے والے) کے قول کو صحیح ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ جناب علی صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہما کے سامنے فدک کے معاملہ میں شہادت دینے تو گئے مگر اپنی اس شہادت کے مطابق خود اپنے دور خلافت میں عمل نہ کیا۔ عہد خلافت مرتضوی صدیقی فیصلہ کو بحال رکھنا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس فیصلے کی حقیت (برحق) ہونے کو تسلیم فرما لیا تھا۔''

مذکورہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باغ فدک کا مطالبہ مبنی بر خطائے اجتہادی تھا ورنہ یہ کہنا کہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ صدیقی کے حق اور سچ ہونے کو تسلیم کیا تھا۔ اس کا کوئی مطلب نہیں بنے گا۔

علی ہذا القیاس قبلہ پیر صاحب کی عبارت میں بہت سارے اور بھی قرائن موجود ہیں جن سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ پیر صاحب بھی بالفعل وقوع خطاء کے قائل ہیں اور قرائن بھی لفظیہ ہیں، معنویہ موہومہ نہیں۔

منطقی انداز اور نتیجہ

جناب اور اس کے سرپرست اور فریق مخالف یعنی رافضی ٹولا ان سب کا دعوی ہے کہ حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطالبہ فدک میں خطاء (اجتہادی) پر نہ تھیں۔

وضاحت:

رافضی کہتے ہیں کہ اہل بیت کرام اور خاص طور پر حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یہ کسی بھی معاملہ میں مطلقا کسی بھی خطاء پر نہیں ہوتے بلکہ یہ حق پر ہی ہوتے ہیں۔ان سے خطائے اجتہادی بھی نہیں ہوسکتی۔

اور چمن زمان صاحب اپنی ہی کتاب (محفوظہ عن الخطاء) کے صفحہ نمبر 23 پر لکھتے ہیں:

''ان سے کوئی امر خلاف شرع متصور نہیں۔''

لہٰذا جب وہ کسی معاملہ میں بھی خطائے اجتہادی پر بھی نہیں ہوتے تو فدک والے معاملہ میں بھی وہ خطائے اجتہادی پر نہ تھے۔

اب ایک بار پھر مطلوب سامنے رکھیں۔

حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطالبہ فدک میں خطائے اجتہادی پر نہ تھیں۔

ثبوت شکل اول کے ساتھ

صغریٰ:

حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بموجب آیہ تطہیر) معصومہ عن الخطاء ہیں۔

کبری:

ہر جو معصومہ عن الخطاء ہو وہ خطاء پر نہ ہوگی۔

معصومہ عن الخطاء حد اوسط متکرر کو گرادیا تو نتیجہ وہی برآمد ہوا جو اوپر مذکور ہوا۔

اب غور کریں قیاس مذکور کا کبری بدیہیہ ہے اور محتاج دلیل نہیں ہے لیکن صغری نظریہ ہے جو کہ محتاج دلیل ہوتا ہے۔

چونکہ مذکورہ دعوی و دلیل رافضی و ہمنوا کی ہے تو وہ دلیل کا انطباق دعوی پر یوں کرتے ہیں کہ حضرت بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل تطہیر سے ہیں اور اہل تطہیر کسی ناجائز امر کے مرتکب نہیں ہو سکتے (بشمول خطائے اجتہادی کے کیونکہ فریق مخالف کے نزدیک خطائے اجتہادی بھی ناجائز امر میں شامل ہے اور اہل بیت اس سے معصوم ہیں)۔ لہذا دلیل سے دعوی ثابت ہو گیا کہ بی بی پاک رضی اللہ تعالی عنہا کسی ناجائز امر کی مرتکب حتی کہ خطائے اجتہادی کی مرتکب نہیں ہو سکتیں۔

یہ تو ہو گیا عمومی حالات کے لحاظ سے دعوی اور ہر معاملہ کے لحاظ سے اب وہ فریق مخالف خاص طور پر

معاملہ فدک کو لے کر مذکورہ دلیل کا سہارا لے کر اس میں بھی بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاء پر نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کا یہ قیاس غلط ہے۔ اس لیے آیت تطہیر سے معصومیت ثابت نہیں ہوتی اور تطہیر کا مطلب ہر قسم کی خطاء سے پاک ہونا نہیں ہے تو جب قیاس کا صغری ہی باطل ٹھہرا تو نتیجہ کہاں سے ثابت ہوگا۔

قارئین کرام ! آپ ہماری بیان کردہ تشریح کو بار بار پڑھیں تو یقیناً آپ اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب وہی ہے جو قبلہ جلالی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔

اور بھی کثیر قرائن اس پر موجود ہیں لیکن ہم اختصار کے پیش نظر کہ بات زیادہ طویل نہ ہو جائے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

آخر میں چمن زمان کو اس کا اپنا لکھا ہوا جو اس کا ایمان ہے وہ یاد کروانا چاہتا ہوں۔

چمن زمان اپنی کتاب محفوظ عن الخطا میں لکھتا ہے کہ:

''کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ: ''اس مسئلہ میں صواب سیدنا صدیق اکبر کے ساتھ ہے''

(محفوظہ عن الخطا، ص:129)

جناب چمن زمان صاحب ذرا اتنی توشفقت فرمائیں کہ صواب کا مدمقابل کیا ہوتا ہے؟

اوران عبارات پر بھی حکم صادر فرمائیں۔عبارات بحوالہ مندرجہ ذیل ہیں:

ملفوظات شریف میں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''مقصود اصلی مکہ میں داخل ہونا ہے خواہ وہ امسال ہو یا آئندہ سال۔پس خطا فی التعبیر ہے نہ کہ اصل واقع میں''

اور پھر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''شمس الہدایہ شریف'' میں فرماتے ہیں کہ:

''مع ہذا تعبیر میں وقوع خطا بھی ممکن ہے، جیسا کہ خواب میں آپ نے یہی سمجھا کہ امسال مکہ معظّمہ زادھا اللہ تکریما جانا ہوگا۔اور بعد مراجعت فرمانے کے حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر میں تخصیص امسال کی غلطی ہوئی۔''

چمن زمان صاحب پہلی عبارت میں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا قید اجتہاد کے خطا بولا،
اور دوسری مرتبہ بلا قید اجتہادی غلطی

چمن زمان کا تیسرا اعتراض:

''اشرف آصف (جلالی صاحب زید شرفہ) کا تیسرا دعوی

اشرف آصف (جلالی صاحب زید شرفہ) نے کہا:

ان الامکان اذا کان متعلقا بالماضی یستلزم الوقوع

ماضی کے ساتھ جب امکان شی کا تعلق ہو تو وہ اس شی کے وقوع کو مستلزم ہوتی ہے۔

ہمارا کہنا ہے کہ:

اشرف آصف کا یہ دعویٰ بھی سراسر باطل ہے۔ آپ اشرف آصف کے وکیل ہیں تو اس قاعدہ و ضابطہ پر دلائل مہیا کریں۔ اور اگر اشرف آصف اس بات پر اپنے آپ کو ناقل ٹھہراتا ہے تو نقل پیش کریں۔

اقول: جو قبلہ جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پیش فرمایا تھا وہ یہ تھا کہ:

ایک واقعہ جب ماضی میں بالفعل ہو چکا ہو اس کے متعلق امکان بھی بولا جائے تو وہ وقوع کو مستلزم ہوتا ہے۔ یہ قانون ہے کہ بے شمار ایسے واقعات ہوتے ہیں جو ماضی میں بالفعل ہو چکے ہوتے ہیں۔

بالفعل سے مراد ہے کہ پریکٹیکل اس کا وجود ہو چکا۔

اب جب وجود ہو چکا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ بات پہلے ہو چکی ہے تو ممکن کہنے سے بھی مراد یہی ہے کہ یہ بات عملاً پہلے وقوع میں آ چکی ہے۔

تو یہ ہے جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا موقف جس میں بالفعل کی قید کو تکفیری ٹولہ حذف کر کے کہتا ہے کہ جلالی صاحب یہ موقف پیش کرتے ہیں کہ ”جو بھی“ ماضی سے متعلق ممکن ہو اس کا واقع ہونا لازمی ہوتا ہے۔

کتنی بڑی خیانت ہے۔

''جو بھی''نہیں

جب ہمارا موقف پیش کیا تو پہلے ہم سے پوچھیں تو سہی۔ ایک دفعہ ہم سے تو پوچھ لیں کہ ہمارا موقف کیا ہے؟

اپنی طرف سے ایک من گھڑت موقف گھڑ کر پھر کہنا کہ جلالی صاحب کا یہ موقف ہے۔

اور اس پر اس تکفیری ٹولے نے جتنے جتنے بلنڈر چھوڑے ہیں۔ اللہ اکبر

خیر مسئلہ صرف اتنا کہ ہمارا موقف ہے کہ ماضی میں جو کام عملاً ہو چکا ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ممکن ہے تو یہ تب ہی کہا جاتا ہے جب پہلے وقوع ہو چکا ہو۔

یہ ہے جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا موقف

اور اسی پر ہمارے سارے موقف کا مدار ہے۔

تم اپنی طرف سے جو مرضی ٹھونکتے پھرو اس کے ہم کوئی ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم صرف وہی بیان کر رہے ہیں جو ہمارے قائد نے کہا اور جس کی ہم خود ترجمانی کر رہے ہیں۔

یہی ہمارا موقف ہے اور بس۔ اب اس موقف پر دلیل کیا ہے؟

دلیل ہے تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے۔

کاش کہ ہضم ہو جائے اور کسی کو حضور تاجد گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیاء آ جائے۔

کتنا ہی اچھا ہوتا کہ کبھی یہ ہمارے سامنے بیٹھتے! یہ حوالے، یہ کتابیں اس طرح پیش کرنے کی بجائے ہم آمنے سامنے سمجھاتے تو بات سمجھ آ جاتی لیکن ان ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی۔

پروپگنڈے میں آخری حد تک جا رہے ہیں۔

بالآخر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں جواب دینا ہے۔ وہ وقت یاد کرو جب تم سب کے گریبان پر ہاتھ ہوگا کہ تم نے کتنا دھوکہ دیا ہے اہلسنت کو۔

اسی طرح تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ہدیۃ الرسول'' جو مرزا قادیانی مرتد کے رد میں سب سے پہلے لکھی گئی۔ اس میں تاجدارِ گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی موضوع کو چھیڑ رہے ہیں اب تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ بھی

بڑے بھاری ہیں۔فرماتے ہیں:

''اگر چہ کبھی کبھار تعبیر میں غلطی ہونا ممکن ہے''

(ہدیۃ الرسول،ص 401)

یہ بات چل رہی ہے میرے کریم آقا سیدِ عالم نورِ مجسم خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی کہ محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اگر چہ کبھی کبھار تعبیر میں غلطی ہونا ممکن ہے۔

تاجدارِ گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امکان ذکر کر دیا۔

اب کیا کہیں گے کہ اگر کوئی اس امکان کو آگے ذکر کرے گا تو گستاخ بنے گا۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ چمن زمان صاحب تو اپنی تحریروں میں انبیاء کے لیے خطا اجتہادی کو ممکن ماننے والے کو بھی ایمان سے خارج بیان کر چکے ہیں۔ بہر حال پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بیان فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تعبیر میں اگر چہ کبھی کبھار غلطی ممکن ہے لیکن ساری زندگی غلطی پر قائم رہنا عصمت اور شان نبوت کے منافی ہے۔

یعنی غلطی ہونا ممکن ہے اور آگے تاجد گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
لیکن باقی رہنا یہ نبوت کے منافی ہے۔
غلطی ہونا نبوت کے منافی نہیں۔
یہاں پر تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے۔
اس تکفیری ٹولے کے قاعدے کے مطابق ہونا تو یہ چاہیے کہ امکان کے آگے کوئی بھی وقوع کا قول کرے تو گستاخ بن جائے کہ صرف ممکن ہے، واقع نہیں ہوسکتی۔ واقع مانیں گے تو گستاخی ہو جائے گی۔
خیر اب تو بات آگے گزر چکی چمن زمان تو ممکن ماننے پر بھی ایمان سے خارج ہونے کا فتویٰ صادر کر چکا
لیکن چونکہ ابھی اسے گولڑہ شریف سے ذاتی مفادات وابستہ ہیں اور اس کو مسلسل ہڈی مل رہی ہے تو یہ پیر صاحب کا نام لے کر فتویٰ صادر کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ ہاں اگر کوئی پیر صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کا مخالف اس کا منہ بھر دے تو تاخیر بھی نہیں کرے گا۔

تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صرف ""تعبیر میں غلطی کو ممکن"" ذکر کیا لیکن اس سے زیادہ آسان کر کے ""شمس الھدایہ فی اثبات حیات المسیح""میں ذکر فرمایا۔

ایک ہی مسئلہ کو پہلے فرمایا کہ ""اگرچہ کبھی کبھار تعبیر میں غلطی ہونا ممکن ہے۔""

اب یہ ممکن تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں دوسری کتاب میں اسی ممکن کو وقوع کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

شمس الھدایہ میں فرماتے ہیں:

""مع ہذا تعبیر میں وقوع خطاء بھی ممکن ہے۔""

بات پھر وہاں سے چلی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اپنے کشف سے کوئی چیز دیکھیں تو اس میں تعبیر کے لحاظ سے خطا ہونا ممکن ہے۔ تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہاں پر غلطی کے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''جیسا کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سمجھا کہ امسال مکہ معظّمہ زادھا اللہ جانا ہوگا اور بعد مراجعت فرمانے کے حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر میں تخصیص امسال کی غلطی ہوئی۔''

اب یہ ہمارے الفاظ ہوتے تو شاید پتہ نہیں کتنے کتنے طوفان برپا ہوجاتے۔یہ الفاظ تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

یہ قادیانیت کے رد میں لکھی جانے والی کتابوں کے الفاظ ہیں اور یہ مرزا قادیانی کا جواب تھا اور جواب کے لئے یہی سارا کچھ تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرنا پڑا۔

اب آپ کے بقول تو امکان کے بعد وقوع مانیں تو گستاخی ہے۔تاجدارِ گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے یہی فرمایا کہ ممکن ہے۔آگے فرمایا کہ جس طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے لیکن عمرہ نہیں ہوسکا واپس آگئے،تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ یہ جو تعبیر کی تھی کہ اس سال ہی عمرہ ہوجائے گا یہ تعبیر میں خطا ہوئی بلکہ یہاں

الفاظ تو ''غلطی ہوئی'' کے ہیں۔

اب مسئلہ صرف یہ ہے کہ یہ تاجد گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج ہے اور ہر اہل علم جس کو کتابوں سے ممارست کا تجربہ ہے اس کو پتہ ہوتا ہے کہ ہر ایک مصنف کا اپنا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے اور اس مزاج سے ہی پھر مصنف سے آشنائی ہوتی ہے۔

کتابوں سے مسلسل واسطہ رہے تو یہ چیزیں سامنے آتی ہیں۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا منہج بھی یہی ہے کہ کبھی وہ ممکن لکھتے ہیں لیکن لکھتے اس کے لئے ہیں کہ جو ماضی میں بالفعل ہو چکا ہو۔ ہم مزید آسان کر کے بیان کر رہے ہیں کہ اگر وہ معاملہ کہ جو ماضی میں عملاً ہو چکا ہے تاجد گولڑہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہاں وہی بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیبیہ کے لئے تشریف لے جانا، پھر واپس آ جانا یہ عملاً ہو چکا تھا۔ اور اس ہونے کو کہا:

''اگرچہ کبھی کبھار تعبیر میں غلطی ہونا ممکن ہے۔''

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو ممکن ممکن کہتے رہے لیکن اسی بات کو دوسرے انداز میں جب حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ''غلطی ہوئی''

جی یہ حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں اور ہم خود بڑے جگرے سے یہ لکھ رہے ہیں۔

کیا تکفیری ٹولہ ان کو نہیں دیکھتا۔

اب ناچیز نے تحریر کر دیا کیا گستاخ ہو گیا؟

امکان تھا وقوع تو کرنا نہیں تھا۔

حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو وقوع کر گئے

یہاں تک اس قانون کا مسئلہ واضح ہوا کہ امام جلالی صاحب زید شرفہ کا قانون ماضی میں بالفعل واقع کی طرف اشارہ ہے، مطلقاً نہیں ہے۔

لیکن اتنا تو بنتا ہے کہ جس کا موقف پیش کرنا ہے اس سے پوچھ تو لیں۔ کوئی شرعی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔

چمن زمان صاحب جس پر بڑا اپھدک رہے تھے، پہلے بھی ناچیز اس پر تفصیلی گفتگو کر چکا تھا۔ تو اب ادھر بھی اس کو ذکر کر دیا۔

اس تحریر کے صفحہ نمبر 8 پر اپنی سابقہ تحریر کے صفحہ نمبر 14,13,12 کے حوالہ سے لکھا کہ:

اگر آپ میں ہمت ہوئی اور آپ گفتگو کر سکے تو ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری دنیا دیکھے گی کہ آپ کے مؤکل اشرف آصف نے ایسے باطل دعاوی کیے ہیں کہ جنہیں آپ تو کیا اشرف آصف خود بھی قیامت تک ثابت کرنے کی اوقات نہیں رکھتا۔

اقول: چمن زمان صاحب نام چمن اور کام چبلوں والے نہ کریں۔

ناچیز کا اس وقت جواب نہ دینا اس وجہ سے تھا تا کہ واضح ہو کہ کیا آپ اس مسئلہ میں خود کو درست سمجھتے ہیں؟ آپ کو اپنے آپ پر اعتماد ہے یا نہیں؟ اس میں کوئی گنجائش ہی نہیں کہ خطاء کی

نسبت گستاخی وکفر کے علاوہ کچھ نہیں؟

اس وجہ سے ناچیز نے آپ سے ایک مختصر سا سوال کیا جس کا جواب تو آپ نے کہیں بھی نہیں دیا۔کبھی ایک صفحاتی اور کبھی پرچی کہہ کر بھاگتے رہے۔

پھر ناچیز نے آپ کے علم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مختصر سے سوال کو بالکل ہی مختصر اور آسان کر کے ایک سطر میں پیش کیا کہ آپ اس کا جواب دیں:

''لفظ خطاء سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں گستاخی ہے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں نہیں۔''

اس ایک سطر کا جواب بھی آپ نے نہیں دیا۔اس سے آپ بھاگ رہے ہیں۔

حالانکہ مدعی آپ ہیں گستاخی کا دعوی آپ نے کیا ہے۔آپ کی تحریر کے مطابق ادلہ اربعہ سے اس کو گستاخی وکفر ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے مگر آپ بھاگ ہی رہے ہیں جسے آگے آپ نے خود تحریر کیا ہے

اس پر ان شاء اللہ عزوجل مزید تفصیلی گفتگو ہوگی۔

چمن زمان! ناچیز تمہارے ان تین اعتراضوں کے جواب دے چکا ہے جن کے بارے میں تم تحریر کررہے ہو کہ:

''اگر آپ میں ہمت ہوئی اور آپ گفتگو کرسکے تو ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری دنیا دیکھے گی کہ آپ کے مؤکل اشرف آصف نے ایسے باطل دعاوی کیے ہیں کہ جنہیں آپ تو کیا اشرف آصف خود بھی قیامت تک ثابت کرنے کی اوقات نہیں رکھتا۔''

قائم کردہ سوالات کے جواب میں چمن زمان کا ردعمل:

قارئین کرام! ناچیز نے تکفیری ٹولے سے دس تاریخی سوالات پیش کر کے تحریری بحث کا آغاز کیا۔ کم وبیش تین سال ہونے کو ہیں ساری کی ساری تکفیری ذریت ابھی تک کسی ایک سوال کا جواب بھی نہ دے سکی۔ چمن زمان جب تحریری میدان میں مقابلہ کرنے کے لیے آیا تو ہم نے اس کے سامنے یہی عبارات جن کا ابھی ذکر ہوا رکھیں کہ اگر لفظ خطا اور غلطی گستاخی ہے تو اس کا حکم قبلہ

امام جلالی زید شرفہ کی ذات تک کیوں محدود ہے؟ سیدنا تاجدارِ گولڑہ کی ذات پر کیا فتویٰ آئے گا؟ اور آج ان کی کتب پڑھنے والے پھر گستاخ کہلائیں گے؟ اور کتاب پڑھتے ہی کافر ہو جائیں گے؟

چمن زمان بیچارے کی حالت زار پر ترس آتا ہے کہ بیچارا کس دلدل میں پھنس گیا!

تین سال سے دس سوالوں سے بھاگ رہا تھا کہ گیارہواں سوال بھی گلے کی ہڈی بن گیا۔اب بار بار ضربیں کھا کر تنگ گلی سے نکلنے کے لیے یہی راہ سوجھی کہ گیارہویں سوال سے جان چھڑالوں اور دس سوالوں پر آجاتا ہوں۔

دس سوالوں سے بھاگا گیارہویں کی طرف اور گیارہویں سے بچنے کے لیے دس سوالوں کے بھوسے اور ایسے رکیک جواب دیے ہیں کہ جن کو پڑھ کر بہت ہنسی آئی کہ بیچارے نے عرفان شاہ کو بچانے کے لیے جو قوانین وضع کیے اب سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی عبارات تو کبھی بھی ان قوانین پر پورا نہیں اتر سکتیں۔

جس کا مختصر سا خلاصہ یہ ہے کہ:

امام جلالی زید شرفہ کی ذات تک کیوں محدود ہے؟ سیدنا تاجدارِ گولڑہ کی ذات پر کیا فتویٰ آئے گا؟ اور آج ان کی کتب پڑھنے والے پھر گستاخ کہلائیں گے؟ اور کتاب پڑھتے ہی کافر ہوجائیں گے؟

چمن زمان بیچارے کی حالت زار پر ترس آتا ہے کہ بیچارا کس دلدل میں پھنس گیا!

تین سال سے دس سوالوں سے بھاگ رہا تھا کہ گیارھواں سوال بھی گلے کی ہڈی بن گیا۔اب بار بار ضربیں کھا کر تنگ گلی سے نکلنے کے لیے یہی راہ سوجھی کہ گیارھویں سوال سے جان چھڑالوں اور دس سوالوں پر آجاتا ہوں۔

دس سوالوں سے بھاگا گیارھویں کی طرف اور گیارھویں سے بچنے کے لیے دس سوالوں کے بھوسے اور ایسے رکیک جواب دیے ہیں کہ جن کو پڑھ کر بہت ہنسی آئی کہ بیچارے نے عرفان شاہ کو بچانے کے لیے جو قوانین وضع کیے اب سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی عبارات تو کبھی بھی ان قوانین پر پورا نہیں اتر سکتیں۔

جس کا مختصر سا خلاصہ یہ ہے کہ:

ہے۔ جب ناچیز نے پڑھا تو جہالت، خیانت اور کذب بیانی کے علاوہ کچھ اور نہ تھا۔ ہمارے سوال کے جواب کی طرف چمن زمان صاحب نہ آئے۔

ظاہر ہے کہ بیچارے کی علمی قابلیت تو ناچیز نے چمن زمان صاحب کی علمی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ایک سوال کو انتہائی آسان کر کے ایک سطر میں پیش کر دیا کہ:

''لفظ خطاء سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں گستاخی ہے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں نہیں؟''

ناچیز کے سوال کا جواب کیا دینا الٹا ناچیز پر ہی تین سوال کر دیئے اور بوکھلاہٹ کا شکار کچھ اس طرح ہوا کہ مجھ سے پوچھتا ہے:

''کہ یہ سوال مجھ پر کس طرح وارد ہوتا ہے۔''

وہ گل کھلائے سبحان اللہ کہ جو اس کی جہالت کو چار چاند لگاتے ہیں۔

اور اس کی چار صفحاتی (بظاہر 18 صفحاتی) تحریر کا محاسبہ کیا جو کہ 12 صفحات پر مشتمل تھا۔

جس کو چمن زمان صاحب کے طریقہ کار پر لکھتے تو وہ کم وبیش 25 صفحات پر مشتمل تھا۔

جس پر چمن زمان صاحب نے اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے دوسری قسط بھی پیش کردی جو کہ 118 صفحات پر مشتمل ہے۔جس میں بھی ہمارے سوالات تو کجا اس ایک سطر کا جواب بھی نہیں دیا، بھاگ رہا ہے۔ہم تو

''خردمنداں را اشارہ کافی است''

کے تحت اختصار پسند تھے مگر چمن زمان صاحب کچھ اور ہی سمجھ گئے تو پھر ہم چمن زمان صاحب کے ذہنی توازن برقرار نہ ہونے کی وجہ سے اس کا تفصیلی محاسبہ کررہے ہیں۔

چمن زمان لکھتا ہے:

''جب تحریری مناظرہ میں سوال کا جواب نہیں دینا تو پھر اور کونسا کام ہے جس کے لئے مناظرہ ہونا ہے؟ اور جو سوالات تھے ان کے جوابات کے لئے صرف ایک سطر اور فضولیات کے لئے 11 صفحات۔''

اقول: قارئین کرام! فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ یہ ساری بات جو چمن زمان صاحب نے تحریر کی ہے اس کا مصداق کون ہے؟

ہم ثابت کرتے ہیں کہ چمن زمان صاحب ہی اس ساری تحریر کے مصداق ہیں۔ اور ساری تحریر چمن زمان صاحب پر مکمل فٹ آتی ہے۔

ہماری اس بات پر اعتراض کہ ہم نے ''حصحص الحق'' کا حوالہ دیا تو جناب اپنے آپ کو تیس مار خان سمجھ رہے ہیں اور تحریری میدان میں بیٹھے بیٹھے اپنی خیالات کی دنیا میں کچھ اس طرح کھو جاتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی لکھ ہی نہیں سکتا۔ تو یہ جناب چمن زمان صاحب کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے، مزید ذلت ورسوائی کے ہار چمن زمان صاحب کے گلے میں ڈالنے کے لئے ان کو کہا کہ جو اعتراض کر کے تم پھدک رہے ہو تین سال سے زائد وقت ہو گیا ہے تمہاری کتاب محفوظہ عن الخطاء کا جواب ''کشف الغطاء عن مسئلۃ الخطاء''، یعنی حصحص الحق لکھا جا چکا ہے

جس کا جواب آج تک تم نے نہیں دیے۔

یہی تمہارے اعتراض اس میں تھے کہ پیر صاحب کی مراد خطاء کی نہیں۔

تمہارا مدلل آپریشن مولانا جاوید اقبال صاحب نے کیا ہے۔تم اس کا جواب تو دو جو کہ تم پر قرض ہے۔

جناب چمن زمان صاحب جب آپ اپنی تحریر کو ہمارا جواب ظاہر کر کے اپلوڈ کریں اس میں ہمارے سوال کا جواب ہو ہی نہ تو پھر ہم آپ کو کیا کہیں:

چمن زمان صاحب! آپ مدعی ہیں ہم سائل ہیں۔ہم نے سائل ہونے کے ناطے آپ سے سوال کیا مگر آپ نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔آپ کی بے شرمی کی بھی داد دینی پڑے گی۔

اور جو ہمارے دس سابقہ سوالات تھے ان کا جواب تو آپ نے دیا وہ حقیقت سے بہت متصادم ہے۔جس کی ایک جھلک آپ پیچھے ملاحظہ کر آئے ہیں باقی بھی ان سب پر اگلی قسط نقض وارد ہوگا۔

آپ نے تو ہمارے ایک سطر کے سوال کا جواب بھی نہیں دیا اور اپنے قول کے مطابق

فضولیات کے لئے پہلے 18 اوراب 118 صفحات۔۔۔۔۔۔۔!!!اللہ اکبر

چمن زمان صاحب کی بوکھلاہٹ اور جھوٹ

صفحہ نمبر 10 پر چمن زمان صاحب جھوٹ تحریر فرماتے ہیں کہ:

زاہد نعمانی صاحب! حصحص الحق کیا ہے اور اس میں کیا لکھا ہوا ہے مجھے نہ اس کی خبر ہے اور نہ مجھے اس کی معلومات درکار ہیں۔

چمن زمان صاحب کا سفید جھوٹ ہے کہ چمن زمان صاحب کو حصحص الحق کی خبر ہی نہیں ہے۔ میرے عظیم شاگرد جس نے چمن زمان کی دوڑیں لگوائیں مناظر اسلام مفتی محمد شاہد عمران جلالی صاحب حفظہ اللہ تعالی نے چمن زمان کو یہ کتاب (کشف الغطاء عن مسئلۃ الخطاء یعنی حصحص الحق) اور ناچیز کے سوال (تکفیری ٹولے سے دس تاریخی سوالات) بذریعہ TCS بھیجے جن کے مکمل ثبوت علامہ صاحب کے پاس موجود ہیں۔اب اس کا انکار کرنا سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

بیچارے کی اتنی اوقات ہی نہیں ہے اور نہ ہی اتنا علم ہے کہ ہمارا جواب دے پاتا۔اس وجہ

سے ہم نے اس ساری تکفیری ذریت کو کھلا ٹائم دیا ہوا تھا کہ ایران تک اپنی مشاورتیں کر لیں۔

جناب پھر پھدک پڑے تو دیکھ لیں کہ چمن زمان صاحب کی سانس اکھڑی ہوئی ہے۔

ناچیز خاموش اس وجہ سے تھا کہ آپ بحثیت مدعی اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کریں۔ اور میرے سوالوں کے جواب دیں۔ اس کے بعد ناچیز تمہارے تمام سوالوں کے جواب دے۔ مگر جب تم بھاگ ہی رہے ہو۔ اور شور کچھ اور مچا رہے ہو تو اس واسطے تمہارا یہ مکر بھی بے نقاب کرنے کے لئے ناچیز نے جواب دے دیئے ہیں۔

پھر چمن زمان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

”آپ کو دن میں تارے نہ دکھا دیئے تو کہیے گا۔“

اقول: چمن زمان صاحب آپ کو کتنی بار مناظر اسلام مفتی شاہد عمران جلالی صاحب نے دن میں تارے دیکھائے ہیں۔ آپ کی دوڑیں لگوائی ہیں۔

چمن زمان صاحب کشف الغطاء عن مسئلۃ الخطاء یعنی حصحص الحق دیکھ کر آپ

کو دن میں تارے نظر آئے کہ نہ آئے۔

چمن زمان صاحب ناچیز کے تکفیری ٹولے سے دس تاریخی سوالات دیکھ کر آپ کو دن میں تارے نظر آئے کہ نہ آئے۔

ناچیز کے ایک سطر کے سوال سے ہی آپ کے ہوش اڑے ہوئے ہیں، چمن زمان صاحب آپ اپنا ذہنی توازن کھو چکے ہیں۔ صفحات فضولیات سے بھر رہے ہیں ہمارے ایک سطر کے سوال کے جواب کی طرف نہیں آرہے۔

اپنی کیفیت دیکھیں اور اپنے دعوے دیکھیں۔

یہ فیصلہ تو ہو چکا ہے کون بلد ہے اور کون نابلد۔

چمن زمان کا چوتھا اعتراض:

''اشرف آصف (جلالی صاحب زید شرفہ) نے اپنی گفتگو کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض کلمات مبارکہ کے فی نفسہٖ ''نامناسب'' ہونے کا دعویٰ کیا۔ اشرف آصف کی گفتگو ملاحظہ کی

جائے۔

''تیسرے مرحلہ میں یعنی وہ جواب دینے کی جو صورتحال ہے جہاں کچھ نامناسب الفاظ بھی بولنا مناسب ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ رب ذوالجلال کے لحاظ سے میں نے بخاری شریف سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پیش کی۔''

اشرف (جلالی صاحب زید شرفہ) نے گفتگو کے تین مراحل بنائے۔ تیسرے مرحلے کے بارے میں کہا کہ ''تیسرے مرحلے میں کچھ نامناسب الفاظ بھی بولنا مناسب ہو جاتا ہے''

پھر اشرف آصف نے اس کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے دی۔ اس گفتگو کو سننے پڑھنے والا کوئی بھی صاحب ایمان و صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اشرف (جلالی صاحب زید شرفہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مبارکہ کو فی نفسہٖ کچھ نامناسب قرار دیا جنہیں مقام و محل کے عروض نے عدم مناسب سے نکالا۔ (معاذ اللہ من ذالک) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کلمہ مبارکہ کو فی نفسہٖ غیر مناسب قرار دینے کا مطلب ہے اللہ سبحان وتعالیٰ کی وحی کو نامناسب کہنا۔''

اقول: یہ بھی چمن زمان کی انتہائی مکاری ہے۔ قائل کی مراد کو سمجھے بغیر ہی حکم نافذ کر دینا یہ ان کا پرانا وطیرہ ہے۔ اللہ پاک کی شان میں یہ بیان کرنا کہ اللہ وہ ہے جو آنکھ سے کانا نہیں کبھی آج تک سنا گیا ہے کہ اللہ کی صفات میں یہ بیان کیا گیا ہو؟

تو عرف کے اعتبار سے یہ ایک نامناسب بات تھی لیکن جب دجال کا رد کیا جا رہا تھا تو اس وقت حدیث مبارکہ میں بیان فرمایا گیا کہ دجال کانا ہے اور اللہ آنکھ سے کانا نہیں۔ باقی رہا چمن زمان کا یہ اعتراض کہ فی نفسہٖ یہ کیسے نامناسب ہے جبکہ اس کا صدور تو حدیث مبارکہ میں ہوا۔

تو ہم کہتے ہیں کہ بے شمار ایسے امور ہیں کہ جن کا صدور تو ہوتا کسی خاص حکمت کے پیش نظر لیکن فی نفسہٖ ان پر کئی طرح کے احکامات آسکتے ہیں۔

مثلاً ترمذی شریف میں ابواب قائم ہیں:

''اعضائے وضو ایک مرتبہ دھونا''

''اعضائے وضو دو دو مرتبہ دھونا''

اب یہاں پر سب شارحین کا اتفاق ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے فی نفسہ لیکن ذات رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہوا تو کسی حکمت کے پیش نظر اور علماء اپنی اپنی عقلی رسائی کے مطابق حکمتیں بیان کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ امر خارجی کے اعتبار سے کسی نامناسب امر کا ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونا حکمت کے پیش نظر بالکل درست ہے۔ اور اس عمل پر نامناسب کا اطلاق کوئی معیوب نہیں۔ ورنہ تو اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھونے کو مکروہ کہنے والا گستاخ ٹھہرے۔ چمن زمان کے قاعدے کے مطابق

جبکہ کوئی ذی شعور ایسا نہیں کہے گا۔

اسی طرح اللہ کی ذات آنکھ سے کانی نہیں۔

اگر یہ جملہ اتنا ہی چمن زمان صاحب کو ہر حال میں پسند ہے تو اسے ہر خطبہ میں بیان کرے اور چند علماء کے حوالے پیش کرے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ صفت بیان کی ہو۔

اس حدیث مبارکہ کے علاوہ اور کسی حدیث مبارکہ میں بھی رد باطل کے علاوہ یہ صفت بیان نہیں کی گئی۔صرف اسی وقت بیان کی گئی جب دجال کا رد کرنا مقصود تھا۔

نوٹ: ہم چمن زمان سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ابھی صرف مسئلہ خطا پر ہی گفتگو مکمل ہو جائے اس کے بعد تم بھی ہر طرح کے مسائل پیش کرنا اور ہم بھی تمہارے تمام اعتزالی نظریات کو پیش کر کے جواب طلب کریں گے۔

لیکن خلط مبحث کے طور پر چمن زمان ایک نئے موضوع کی طرف جانا چاہتا تھا تو اس کا جواب بھی ہو گیا۔

چمن زمان اس جواب پر چیخیں تو بہت مارے گا لیکن اسے ان سب علماء پر بھی فتویٰ لگانا ہوگا کہ جنہوں نے ایک دفعہ یا دو دفعہ اعضائے وضو کو دھونا مکروہ لکھا جبکہ یہ عمل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔

چمن زمان کا پانچواں اعتراض:

اشرف آصف (جلالی صاحب زید شرفہ) نے اپنی گفتگو کے بعد یہاں تک باور کروانے کی کوشش کی کہ:

سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا مطالبہ حرام مال کا تھا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق نے فدک سیدہ کائنات کے حوالے نہ کر کے آپ علیہا السلام کو مال حرام کے تناول سے بچایا۔۔۔۔۔۔

پھر قبلہ قائد محترم امام جلالی زید شرفہ کا بیان تحریر کیا کہ:

''صدیق اکبر حضرت طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام مال کیسے دے سکتے تھے۔ یعنی جس کو شریعت نے مال حرام کہا ہو۔ تو یہ تھی غیرت صدیق اکبر کی کہ تمہارے ابا جان نے مجھے تیار کیا ہے اور میں تمہارے تقدس کو جانتا ہوں۔ اور مجھے پتا ہے کہ یہ تمہارے شایان شان نہیں اس طرح ملکیت کے دینے کے لحاظ سے۔ لہٰذا اگر صرف یہ لحاظ کرتے ہوئے کہ سیدہ پاک نے فرمایا ہے دے دیتے تو ادھر معصیت ہو جاتی۔ سرکار ناراض ہوتے، خلیفہ تم تھے تو تم نے میری ہی آل کے لیے مال حرام خود اپنے ہاتھوں سے دے دیا۔ اس بنیاد پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ دینے

کے مقدس گھرانے کی تقدیس پہ پہرا دیا۔

اس کے بعد چمن زمان صاحب لکھتے ہیں کہ:

اشرف آصف کا اپنی اس گفتگو میں سیدہ کائنات علیہا السلام کے مطالبہ کے مقابل مال حرام کو لانا۔ جہاں سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی ذات اقدس پہ بدترین بہتان ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پہ بھی حملہ ہے۔

مزید چمن زمان صاحب اپنی کم علمی جہالت، بغض وحسد اور مفلوج العقل ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

کیونکہ سیدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے بارے میں تھا۔ جب یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے بارے میں تھا تو اشرف آصف کا اس مال کو مال حرام کہنا درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کو مال حرام کہنا ہوا۔ (معاذ اللہ من ذلک)

اقول: سبحان اللہ کیسا استدلال ہے چمن زمان صاحب کا

تھوڑا سا بھی شعور رکھنے والے اس استدلال سے چمن زمان صاحب کی قابلیت کا اندازہ لگا لیں گے کہ چمن زمان صاحب کیا کیا گل کھلا رہے ہیں اور چبلیں مار رہے ہیں۔ کس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ بتا رہے! کیا اس نے پڑھا پڑھایا اور اس بے وقوف کو اپنا لکھا ہوا بھی یاد نہیں رہتا ایک تو ہے لاعلمی میں ایسا تحریر کرنا اور ایک ہے جان بوجھ کر یہ بات دو حال سے خالی نہیں ہے اگر تو ہوتا لاعلمی کی بنیاد پر تو پھر جہالت کو اجاگر کرتا مگر

ادھر جان بوجھ لکھا تو اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بغض وحسد کی بنا پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان شاء اللہ عزوجل اس کی تفصیل ابھی تحریر کرتا ہوں۔

صفحہ نمبر 23 پر چمن زمان تحریر کرتا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ (معاذ اللہ ثم معاذ ثم معاذ اللہ) مال حرام کیسے بنا؟

اتنی گھٹیا گفتگو کرنے کے بعد بھی آپ کو اس شخص کے اندر ایمان نظر آرہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں چھوڑے ہوئے کاشانہائے مقدسہ میں رہائش پذیر تھیں۔کیاازواج مطہرات معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ مال حرام میں رہائش پزیر تھیں۔

خودرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے کاشانہ مبارکہ میں ہے اوروہ کاشانہ مبارکہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کا حصہ ہے۔

اقول: سبحان اللہ چمن زمان صاحب کی جہالت-----------

صفحہ نمبر 24 پرمزید لکھتا ہے کہ:

''ظالمو مال حرام کس کو کہہ رہے ہو؟؟؟''

اقول: یہاں تک چمن زمان کا اعتراض مکمل ہوا۔اب اس کا تفصیلی جواب پیش خدمت ہے۔ایک دفعہ قائدمحترم قبلہ کنزالعلماء پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان دوبارہ سے پڑھیں۔

قبلہ امام جلالی زید شرفہ فرماتے ہیں کہ:

''صدیق اکبر حضرت طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام مال کیسے دے سکتے تھے۔ یعنی جس کو شریعت نے مال حرام کہا ہو۔ تو یہ تھی غیرت صدیق اکبر کی کہ تمہارے ابا جان نے مجھے تیار کیا ہے اور میں تمہارے تقدس کو جانتا ہوں۔ اور مجھے پتا ہے کہ یہ تمہارے شایان شان نہیں اس طرح ملکیت کے دینے کے لحاظ سے۔ لہٰذا اگر صرف یہ لحاظ کرتے ہوئے کہ سیدہ پاک نے فرمایا ہے دے دیتے تو ادھر معصیت ہو جاتی۔ سرکار ناراض ہوتے، خلیفہ تم تھے تو تم نے میری ہی آل کے لیے مال حرام خود اپنے ہاتھوں سے دے دیا۔ اس بنیاد پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے نہ دینے کے مقدس گھرانے کی تقدیس پہ پہرا دیا۔

اور ایک نظر چمن زمان کی تحریر پر ڈالیں تو چمن زمان کا بغض، حسد اور چمن زمان کی مکاری و جہالت بالکل واضح ہوتی ہے۔

ہر ذی شعور اس عبارت پر غور کرنے سے سمجھ جائے گا کہ ادھر تو گستاخی کی بو تک بھی نہیں ہے

اور جس طرح چمن زمان نے اس کو رنگ دیا اور جس طرح بنا کر پیش کیا اللہ اکبر۔۔۔۔۔۔۔!!!

چمن زمان صاحب قبلہ امام جلالی زید شرفہ کے بغض میں اس قدر اندھے اور مفلوج العقل ہو چکے ہیں کیا تحریر کرتے ہیں؟ کہ:

''وہ بد بخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کو مال حرام کہہ رہا۔''

اقول: لعنة الله على الكذبين ۔۔۔چمن زمان صاحب! آپ ثابت کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ آپ سے ادھر سوال یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ کیا تھا؟

یہاں تو آپ مکمل رافضی نظر آتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اموال کو جو کہ امت کے لیے وقف ہو چکے انہیں ترکہ اور وراثت ثابت کرتے ہوئے رافضی نظریے کو ثابت کر رہے ہیں اور پھر دیگر مثالیں دے کر حجرات مقدسہ کی وغیرہ وغیرہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وراثت اور ترکہ ازواج مطہرات میں تقسیم ہوا تو اولاد میں بھی تقسیم کرنا بنتا تھا۔

یہی تو مکمل رافضیت ہے جس کا اظہار کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور بیان کرنے کے لیے منہ

کھولا ہوا ہے۔

ہمارے سامنے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا

إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ،

بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کسی کو دینارو درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے۔ اس لیے جس نے اس علم کو حاصل کر لیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا"

حدیث مبارکہ ہے کہ:

الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا

اور آپ کیا کچھ تحریر کر رہے ہیں۔ آپ ہوش میں تو ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت تو مال نبی پاک صاحب لولاک خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ

واصحابہ وبارک وسلم کا ترکہ ہے ہی نہیں جو ترکہ ہے وہ علم ہے دیکھ لیں۔۔۔اگلے الفاظ ہیں کہ:

إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ

اب ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے امام جلالی زید شرفہ کا موقف بالکل واضح ہو جائے گا۔

زید کے پاس ایک چیز امانت کے طور پر پڑی ہوئی ہے۔اب بکر آ کر اس کا مطالبہ کرتا ہے کہ یہ چیز مجھے دے دو۔حالانکہ وہ چیز بکر کی ہے نہیں جس کا بکر زید سے مطالبہ کر رہا ہے۔تو اب اگر زید بکر کو وہ چیز یہ جانتے ہوئے دے دیتا ہے کہ یہ چیز بکر کی ہے نہیں تو اس صورت میں زید نے بکر کو یہ جو چیز دی وہ حلال یا حرام؟

یقیناً حرام

اب اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔

زید نے بکر کو یہ چیز نہ دی تو زید نے بکر کو حرام مال سے بچایا یا نہ بچایا؟

یقیناً مال حرام سے بچایا۔

اب ادھر قبلہ امام جلالی زید شرفہ یہی فرما رہے ہیں کہ ایک سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے تو وہ کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

ناچیز کی اس مثال کو ذہن میں رکھ کر امام جلالی زید شرفہ کے اس بیان کو دوبارہ پڑھیں امام جلالی زید شرفہ فرماتے ہیں کہ:

''صدیق اکبر حضرت طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام مال کیسے دے سکتے تھے۔یعنی جس کو شریعت نے مال حرام کہا ہو۔تو یہ تھی غیرت صدیق اکبر کی کہ تمہارے ابا جان نے مجھے تیار کیا ہے اور میں تمہارے تقدس کو جانتا ہوں۔ اور مجھے پتا ہے کہ یہ تمہارے شایان شان نہیں اس طرح ملکیت کے دینے کے لحاظ سے۔لہٰذا اگر صرف یہ لحاظ کرتے ہوئے کہ سیدہ پاک نے فرمایا ہے دے دیتے تو ادھر معصیت ہو جاتی ۔سرکار ناراض ہوتے خلیفہ تم تھے تو تم نے میری ہی آل کے لیے مال حرام خود اپنے ہاتھوں سے دے دیا۔اس بنیاد پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے نہ دینے کے مقدس گھرانے کی تقدیس پہ پہرا دیا''

امام جلالی زید شرفہ نے ادھر کوئی ایسی بات نہیں کی جس میں بے ادبی یا گستاخی کی بو تک بھی ہو۔ دیکھو ان ظالموں کا ظلم کہ کس طرح کا رنگ دے کر اس کو گستاخی و بے ادبی بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر

ہمارے سامنے واضح فرمان موجود ہے کہ:

الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا

ثم قول: جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ مال ہے ہی نہیں تو مال حرام کیسا؟

چمن زمان صاحب کچھ خدا کا خوف کریں۔۔۔اور بے حیائی کا مزید ثبوت نہ دیں۔ جو بات ہے وہی بات رہنے دیں۔۔۔اس بات کو اپنی مکاری کی چادر میں ڈال کر الٹ پلٹ پیش نہ کریں۔ جب وراثت علم ہے مال ہے ہی نہیں تو اگر سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دے دیتے تو کیا ہوتا۔۔۔؟

صفحہ نمبر 24 پر چمن زمان کہتا ہے کہ:

اتنی گھٹیا کرنے کے بعد بھی آپ کو اس شخص کے اندر ایمان نظر آ رہا ہے؟

اقول: گھٹیا تو جناب چمن زمان صاحب کی سوچ ہے۔

گھٹیا تو جناب چمن زمان صاحب کا نظریہ ہے۔

گھٹیا پن کا ثبوت تو جناب چمن زمان صاحب حق کو چھپا کر دے رہے ہیں۔

چمن زمان کی اس عبارت پر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ اس بات سے ایمان جاتا رہا۔

استغفرُ للہ

چمن زمان صاحب جو روایت آپ نے اپنی کتاب محفوظہ عن الخطاء میں ذکر کی کہ:

انبیاء کرام دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے۔

اس کے فرمان کے تحت امام جلالی زید شرفہ نے یہ سب بیان فرمایا ہے کہ مال انبیاء کرام علیہم السلام کا ترکہ نہیں ہوتا ہے۔ اور چمن زمان صاحب آپ ادھر کیا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں؟

مزید اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے چمن زمان صاحب اسی صفحہ (صفحہ نمبر 24 پر لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں چھوڑے ہوئے کاشانہائے مقدسہ میں رہائش پذیر تھیں۔کیا ازواج مطہرات معاذ اللہ ثم معاذ ثم معاذ اللہ مال حرام میں رہائش پذیر تھیں۔''

اقول: لعنة الله علی الکذبین۔چمن زمان صاحب کی جہالت کو دیکھ کر چمن زمان کی حالت پر ترس آرہا ہے۔

کاشانہائے مقدسہ تو امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملکیت میں تھے جن میں امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رہائش پذیر تھیں۔اس پر کثیر دلائل موجود ہیں۔

احادیث مبارکہ میں رسول پاک صاحب لولاک خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم جس ام المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہا کے کاشانہ مقدسہ میں تشریف فرما ہوتے تھے تو ان کا نام لکھا ہوا ہے۔

اس کی چند کی مثالیں احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کر دیتا ہوں۔

بخاری شریف میں ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هَذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رنگین باریک پردہ تھا جسے انہوں نے اپنے گھر کے ایک طرف پردہ کے لیے لٹکا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شدہ تصاویر برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 374)

اس حدیث مبارکہ میں دیکھو الفاظ مبارکہ ہیں: اپنے گھر کی ایک طرف۔

اوراسی طرح بخاری شریف میں ہے:

شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ رَأَيْتُ الأَسْوَدَ، وَمَسْرُوقًا شَهِدَا عَلَى عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ .

انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کہنے پر گواہی دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی میرے گھر میں عصر کے بعد تشریف لائے تو دو رکعت ضرور پڑھتے۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر:593)

امی جان رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: ''میرے گھر''

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي

حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ

میں (ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اوپر چڑھا، تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ قبلہ کی طرف تھی اور چہرہ مبارک شام کی طرف تھا۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر:3102)

ادھر دیکھیں۔۔۔امی جان سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر کی چھت

اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث نمبر 5099

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَالَتْ

عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ: نَعَمْ، الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے سنا کہ کوئی صاحب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے، آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک دودھ کے چچا کا نام لیا۔

اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا فلاں، جوان کے دودھ کے چچا تھے، اگر زندہ ہوتے تو میرے یہاں آ جا سکتے تھے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جیسے خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے، ویسے ہی دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

ادھر دیکھیں: ام المومنین امی جان سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر
اور صحیح بخاری کی حدیث نمبر 183

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ، فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ

الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

انہوں نے ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاری۔ (وہ فرماتے ہیں کہ) میں تکیہ کے عرض (یعنی گوشہ) کی طرف لیٹ گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے رہے اور جب آدھی رات ہوگئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپ بیدار ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی نیند کو دور کرنے کے لیے آنکھیں ملنے لگے۔

پھر آپ نے

سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت میں) لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہو گئے اور اس سے وضو کیا، خوب اچھی طرح، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہو کر اسی طرح کیا، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تھا۔ پھر جا کر میں بھی آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ

میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھ کر اس کے بعد آپ نے وتر پڑھا اور لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی (طور پر) پڑھیں۔ پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

ادھر دیکھیں کہ ام المؤمنین امی جان سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر

صحیح بخاری کی حدیث نمبر 2592

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً، وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ، قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي، قَالَ: أَوَفَعَلْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ .وَقَالَ بَكْرُ بْنُ

مُضَرَ : عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، إِنَّ مَيْمُونَةَ أَعْتَقَتْ

انہوں نے ایک لونڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لیے بغیر آزاد کر دی۔ پھر جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آپ کے گھر آنے کی تھی۔ انہوں نے خدمت نبوی میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو معلوم بھی ہوا، میں نے ایک لونڈی آزاد کر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اچھا تم نے آزاد کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر اس کے بجائے تم نے اپنے ننھیال والوں کو دی ہوتی تو تمہیں اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا۔ اس حدیث کو بکیر بن مضر نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے کریب سے روایت کیا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کر دی۔ اخیر تک۔

ادھر دیکھیں ام المؤمنین امی جان سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر۔

یہ چند مثالیں دینا صرف اس لیے ضروری تھا کہ تم تو کھلی رافضیت کی طرف آ گئے اور تم نے ازواج مطہرات کے کاشانہائے مبارکہ کو وراثت قرار دے کر اور انہیں بطور ترکہ ثابت کر دیا۔ اور

روافض کے لیے راہ کھلی چھوڑ دی کہ جب ازواج مطہرات نے ترکہ اور وراثت مالِ دنیا لیا اور نفع بھی اٹھایا تو پھر اولاد کا تو بدرجہ اولیٰ حق بنتا تھا۔

چمن زمان صفحہ نمبر 24 پر لکھتا ہے کہ:

ظالمو! مال حرام کس کو کہہ رہے ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کو۔۔۔۔۔!!!

اقول: اے ظالم چمن زمان اور اے تکفیری ٹولے والو! کچھ ہوش کرو تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ کس کو بتا رہے ہو؟ کچھ شرم کرو کچھ حیاء کرو

ہم ما قبل ثابت کر چکے کہ رسول پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفی خاتم النبیین و المعصو مین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا ترکہ مال نہیں علم ہے۔

اور ما قبل صفحات پر مثال دے کر ہم نے اس سارے الزام کو واضح کر دیا ہے۔

حق بالکل واضح ہے، احباب اس سے ان ظالموں کے ظلم، ان مکاروں کی مکاری کو خوب سمجھ

گئے ہوں گے۔

یہاں تک تو چمن زمان کی رافضیت نوازی کا رد مقصود تھا اور اب آتے ہیں اصل جواب کی طرف۔ امام جلالی زید شرفہ کا یہ قول اپنا ذاتی نہ تھا بلکہ بخاری شریف کی ایک شرح کا حوالہ تھا۔ جس کو چمن زمان ہر تحریر میں مکمل طور پر حذف کر گیا۔

شاید چمن زمان نے ایسی شرح کا نام بھی کبھی نہ سنا ہو۔

اور یہ شرح ہے علامہ احمد بن اسماعیل کورانی کی جس کا نام ہے: ''الکوثر الجاری الی ریاض احادیث البخاری'' اور اس کتاب کی جلد نمبر 6، صفحہ نمبر: 88 پر ہے:

انه کان ما یعطی لفاطمة مالا حرام بلا خلاف

کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیتے وہ مال حرام ہوتا اس میں کسی اختلاف نہیں۔۔

مناظرہ رشیدہ پڑھنے والا ادنی سا طالب بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوگا کہ نقل کرنے والا

کا کام اپنی اس نقل کردہ عبارت کو منقول عنہ سے ثابت کرنا ہے۔

والنقل ھو الاتیان بقول الغیر علی ما ھو علیہ بحسب المعنیٰ مظھرا انہ قول الغیر

(مناظرہ رشیدیہ، ص13)

جبکہ اس نقل کا حکم تو اس اصل عبارت لکھنے والے پر لگے گا۔ ناقل کا کام تو اس عبارت کو ثابت کرنا ہے۔ لہذا چمن زمان صاحب اپنے قاعدے کے مطابق فتوی لگانا ہے تو" صاحب کوثر الجاری امام کورانی" پر فتویٰ لگائیں۔

مگر فتویٰ لگانے سے پہلے اتنا ضرور یاد رکھے کہ" امام کورانی" اتنے بڑے امام ہیں کہ جو سلطان محمد فاتح جنہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا کے بھی استاذ ہیں۔ اور اس کو فتح کرنے والی اتنی عظیم شخصیات تھیں کہ جن کے بارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لتفتحن القسطنطينية فلنعم الأمير أميرها، ولنعم الجيش ذلك

الجیش

ترجمہ: تم ضرور قسطنطنیہ کو فتح کرو گے پس قسطنطنیہ کو فتح کرنے والا امیر بھی عظیم ہوگا اور وہ لشکر بھی عظمتوں کا مالک ہوگا۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 18957)

تو جناب چمن زمان صاحب جس عظیم لشکر کے عظیم امیر کی عظمتوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا آپ ان کی استاذ مکرم پر کفر و گستاخی کے فتوے لگا رہے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں نہیں تھا کہ جن کی عظمتوں کو میں بیان کر رہا ہوں انہوں نے میری بیٹی کے بارے می گستاخی اور توہین کر کے کافر و مرتد ہو جانا ہے۔

باتیں دو ہی ہیں:

یا تم سچے ہو۔ یا کریم آقا علیہ السلام۔

تم یقیناً جھوٹے ہو اور ہمارے کریم آقا علیہ السلام سچے ہیں اور اس کتاب میں کوئی غلطی

نہیں۔

بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ ناچیز نے یہاں تک چمن زمان اور اس تکفیری ٹولے کی جانب سے کیے گئے پانچ اعتراضوں کے مدلل جواب دے دیئے ہیں۔

دوسری عبارت چمن زمان صاحب یہ الزام لگا رہے تھے:

"گالی گلوچ"

انصاف سے اس تحریر کو پڑھنے والا اس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ ہم نے الحمد للہ دلائل سے جواب دیا ہے۔ یہ گالی گلوچ والا سلسلہ آپ اور آپ کی تربیت کرنے والے کا ہی ہوسکتا ہے۔

چمن زمان کا چھٹا اعتراض

اب آتے ہیں چمن زمان کے چھٹے اعتراض کی طرف۔

چمن زمان کا چھٹا اعتراض (امام جلالی زید شرفہ کے بیان سے ایک بات تحریر کی) صفحہ نمبر 25

پر ہے کہ:

حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کے بارے میں کہا:

داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا اور اس میں خطا کی۔

اس گفتگو میں اشرف آصف نے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو فیصلے میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خطا کا مرتکب ٹھہرایا اور اس دوران اجتہادی وغیرہ کی بھی کوئی قید نہیں لگائی۔

ہم کہتے ہیں کہ اشرف آصف کا یہ دعویٰ کہ:

داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا اور اس فیصلے میں خطا کی۔

یہ دعوی سراسر باطل ہے۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی بھی قسم کی کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی۔

زاہد نعمانی صاحب! آپ اشرف آصف کے وکیل ہیں۔لہٰذا آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنے مؤکل کی اس گفتگو کی صحت پہ دلیل پیش کریں اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت سیدنا داؤد علی نبینا و

علیہ الصلوٰ ۃ والسلام کی خطا (معاذ اللہ) پر دلائل پیش کریں۔
نیز اشرف آصف نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے وقوع خطا کا قول بھی کیا۔ گو اس کے ساتھ
اجتہاد کی قید لگائی لیکن اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وقوع خطا مانا
اشرف آصف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:
مانا گیا کہ اجتہاد ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے یہاں بات ہو رہی ہے۔ اور پھر اجتہاد میں خطا بھی مانی گئی۔ یعنی ہوسکتا ہے اور پھر اس کا وقوع کے لحاظ سے بات کی گئی کہ جب وقوع ہو چکا تو پھر تو سوال ہے۔
زاہد نعمانی صاحب!
آپ کے مؤکل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں خطا کو ممکن نہیں بلکہ واقع مانا ہے۔
اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس بات پر دلائل قائم کریں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں اجتہاد فرمایا تو اس میں خطا ہو گئی۔

اقول: ہائے افسوس چمن زمان صاحب آپ اتنے مکار نکلے۔ ایسے مکاروں کو تو منہ لگانا بھی ہم اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ امام جلالی زید شرفہ نے جتنی باتیں بھی کی سب کے حوالے بھی ذکر فرمائے اور آپ سب حوالوں کو حذف کر کے قبلہ امام جلالی زید شرفہ کو ہی موردالزام ٹھہراتے ہیں۔

کتنی دیدہ دلیری سے آپ نے سید عالم ﷺ کی طرف خطا کی نسبت کرنے پر امام جلالی زید شرفہ پر تبرے کیے جبکہ سید عالم ﷺ کے حق میں تو خطا اور غلطی کی نسبت پیر مہر علی شاہ صاحب نے کی ہے اور اس طرف رخ کرنے سے ڈرتے ہیں کہ گولڑے والوں سے جوتے بہت پڑیں گے اور مال و متاع دنیا بھی جاتا رہے گا۔

ہم نے چمن زمان کے چھٹے اعتراض کو بالترتیب تحریر کیا جس میں چمن زمان قبلہ امام جلالی زید شرفہ کے دو کلپس سے تحریر کر کے اعتراض کر رہا اور اس کا جواب مانگ رہا ہے۔ تو ہم اسی ترتیب کے ساتھ چمن زمان کو جواب دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض حضرت سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے کہ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا اور اس فیصلے میں خطا کی۔

اب آئیں جواب کی طرف:۔

محقق، مفسر، محدث، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 422 پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک موقع پر حضرت داؤد علیہ السلام سے خطا ہوگئی اور جناب سلیمان علیہ السلام نے درست فیصلہ فرمایا تو ان دونوں بزرگوں میں گنہگار کوئی نہیں ہوا رب تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے ففھمنٰھا سلیمان۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد:5، صفحہ:422)

فاقول: جناب چمن زمان صاحب لگاؤ فتوی حکیم الامت سیدی مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ادھر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ خطاء بغیر قید کے مطلقاً حضرت داؤد

علیہ السلام پر تحریر فرمایا۔

دوسرا اعتراض چمن زمان نے کیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی ماقبل صفحات پر چمن زمان کی تحریر ہم نے اسی طرح لکھی ہے جس میں چمن زمان اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ:

"گو اس کے ساتھ اجتہادی قید لگائی۔"

یعنی چمن زمان کہنا چاہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اگرچہ اجتہادی کی قید لگائی ہے مگر پھر بھی گستاخی ہے۔

اب چمن زمان صاحب قبلہ امام جلالی زید شرفہ نے تو اجتہادی کی قید لگائی مگر تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو اجتہادی کی بھی قید نہیں لگائی۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر تو قبلہ امام جلالی زید شرفہ سے بڑا حکم لگنا چاہیے۔۔۔تو دیر کس بات کی لگائیں حکم۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطاء نہیں غلطی تحریر فرما رہے ہیں جلدی کریں پیر صاحب رحمۃ اللہ

علیہ پر فتوی لگائیں۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔جو　پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''شمس الہدایہ شریف'' میں فرماتے ہیں کہ:

''مع ہذا تعبیر میں وقوع خطا بھی ممکن ہے، جیسا کہ خواب میں آپ نے یہی سمجھا کہ امسال مکہ معظّمہ زادھا اللہ تکریما جانا ہوگا۔اور بعد مراجعت فرمانے کے حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر میں تخصیص امسال کی غلطی ہوئی۔''

(شمس الہدایہ، صفحہ نمبر:2)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ الفقہ الاکبر میں فرماتے ہیں:

وقد كانت منهم زلات وخطيئات

کبھی انبیاء کرام علیہم السلام سے زلات اور خطیئات صادر ہوتی ہیں۔

(شرح الفقہ الاکبر، صفحہ نمبر 100، مطبوعہ دعوت اسلامی)

چمن زمان صاحب جلدی جلدی اپنی قلم حرکت میں لائیں اور فتویٰ صادر فرمائیں۔

کیونکہ میدان مناظرہ میں تو آ نہیں سکتے، سامنے بیٹھ کر بات کر نہیں سکتے لہٰذا ابوزید سلوجی کا کردار ادا کرتے ہوئے پیسے حلا کرو۔

اور فتویٰ لگانے سے پہلے یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ یہ قول دراصل احادیث مبارکہ ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَاجَّ مُوسَى آدَمَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ **بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ**، قَالَ: قَالَ آدَمُ: يَا مُوسَى، أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى

شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر زاھد محمود نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے بحث کی اور ان سے کہا کہ آپ ہی نے اپنی خطا کے نتیجہ میں انسانوں کو جنت سے نکالا اور مشقت میں ڈالا۔ حضرت آدم علیہ السلام بولے کہ اے موسیٰ! آپ کو اللہ نے اپنی رسالت کے لیے پسند فرمایا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ کیا آپ ایک ایسی بات پر مجھے ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے مقرر کر دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بحث میں غالب آ گئے۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر:4738)

وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهِمُّوا بِذَلِكَ، فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا، فَيَأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ

شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا، قَالَ: فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ: وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ، وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلَكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ، قَالَ: فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلَكِنِ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا، قَالَ: فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُ: إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ، قَالَ: فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَأْتُونِي،

فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ، فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي، فَيَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ: يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ، قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأَخْرُجُ، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا، يَقُولُ: فَأَخْرُجُ، فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ الثَّانِيَةَ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي، ثُمَّ يَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ، قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ، قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ، يَقُولُ: فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ، فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ

يَدَعَنِي، ثُمَّ يَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ

وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهُ، قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ، قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأَخْرُجُ، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ، يَقُولُ: فَأَخْرُجُ، فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ، قَالَ: ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

(سورة الإسراء آية 79)

قَالَ: وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے دن مومنوں کو (گرم میدان میں) روک دیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے وہ غمگین ہو جائیں گے اور (صلاح کر کے) کہیں گے کہ کاش کوئی ہمارے رب سے ہماری شفاعت کرتا کہ ہمیں اس حالت سے نجات ملتی۔ چنانچہ وہ مل کر آدم علیہ

السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ کو جنت میں مقام عطا کیا، آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں تاکہ ہمیں اس حالت سے نجات دے۔ بیان کیا کہ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں وہ اپنی اس خطا کو یاد کریں گے جو باوجود روکنے کے درخت کھا لینے کی وجہ سے ان سے ہوئی تھی اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ چنانچہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں اور اپنی اس خطا کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے اللہ رب العزت سے سوال کر کے (اپنے بیٹے کی بخشش کے لیے) انہوں نے کی تھی اور کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں۔ بیان کیا کہ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی عذر کریں گے کہ میں اس لائق نہیں اور وہ ان تین باتوں کو یاد کریں گے جن میں آپ نے بظاہر بیان کرنے میں خطا کی تھی اور کہیں گے

کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور ان سے بات کی اور ان کو نزدیک کر کے ان سے سرگوشی کی۔

بیان کیا کہ پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور وہ خطا یاد کریں گے جو ایک شخص کو قتل کر کے انہوں نے کی تھی۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے۔

چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے اس کے در دولت یعنی عرش معلیٰ پر آنے کے لیے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے گی پھر میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ مجھے جب تک چاہے گا اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر فرمائے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! سر اٹھاؤ، کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی،

جو مانگو گے دیا جائے گا۔ بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ بیان کیا کہ پھر میں شفاعت کروں گا۔ چنانچہ میرے لیے حد مقرر کی جائے گی اور میں اس کے مطابق لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ پھر میں نکالوں گا اور جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر تیسری مرتبہ اپنے رب سے اس کے در دولت کے لیے اجازت چاہوں گا اور مجھے اس کی اجازت دی جائے گی۔ پھر میں اللہ رب العزت کو دیکھتے ہی اس کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے یوں ہی چھوڑے رکھے گا۔ پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اٹھاؤ، کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو دیا جائے گا۔ آپ نے بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ بیان کیا کہ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں اس کے مطابق جہنم سے لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ پھر میں لوگوں کو نکالوں گا اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، یہاں تک کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روک رکھا ہوگا یعنی انہیں ہمیشہ ہی اس میں رہنا ہوگا (یعنی کفار و مشرکین) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی "قریب ہے کہ آپ کا رب مقام محمود پر آپ کو بھیجے گا" فرمایا کہ یہی وہ مقام محمود ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا ہے۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 7440)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا، فَيَأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ

شَيْءٍ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا، فَيَقُولُ لَهُمْ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ایمان والے قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کوئی ہماری شفاعت کرتا تا کہ ہم اپنی اس حالت سے نجات پاتے، چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ آدم ہیں انسانوں کے پردادا۔

اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے پس آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کریں، آپ جواب دیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں اور آپ اپنی خطا انہیں یاد دلائیں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی۔"

صحیح بخاری، حدیث نمبر:7516

جناب چمن زمان صاحب انبیاء کرام علیہم السلام کیا فرما رہے ہیں۔

لگاؤ فتوی ادھر بھی۔۔۔۔۔۔۔

20-12-2023

ان تمام اعتراضوں پر اتنا کہنا چاہوں گا کہ ظلم کی انتہا کر رہے ہیں یہ لوگ (ساری تکفیری ذریت) روافض کے ترازو میں اس مقدس لفظ کو تول رہے ہیں۔ روافض کے ترازو کے مطابق تو اکابرین اہلسنت میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، حضور صدر الفاضل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت بڑی تعداد میں اکابرین اہلسنت میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔

اللہ رب العالمین ان شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین و صلی اللہ علیہ وسلم

چمن زمان کا ساتواں اعتراض:

''اشرف (آصف جلالی صاحب زید شرفہ) نے دعویٰ کیا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ پاک علیہا السلام کی طرف ذنوب کی نسبت فرمائی''

اقول: آنجناب صاحب ہم اپنی طرف سے گفتگو نہیں کرتے۔ آپ کو بارہا کہا ہے کہ جو بھی

بات کی اس پر دلیل ضرور تھی۔لیکن

شرم تم کو مگر آتی نہیں

تم نے ان دلائل کو ذکر کیے بغیر بہتان لگا یا۔آنجناب صاحب ابھی بات گزری کہ ناقل کا کام نقل کو ثابت کرنا ہے اصل حکم تو صاحب عبارت پر لگے گا۔اور یہاں پر جو حوالہ دیا گیا وہ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔اور اس حدیث مبارکہ کو مستدرک للحاکم میں ذکر کیا گیا ہے۔

جانتے ہو مستدرک للحاکم میں کون سی احادیث ہیں؟ اگر نہیں تو پھر لکھنے سے پہلے سوچ ہی لیا کرو اور جو لکھا ہو پڑھ بھی لیا کرو۔

حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَبِيبٍ الْمَعْمَرِيُّ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: قَوْمِي إِلَى أُضْحِيَّتِكِ فَاشْهَدِيهَا فَإِنَّ لَكِ بِأَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا يُغْفَرُ لَكِ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِكِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ خَاصَّةً أَوْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً؟ قَالَ: بَلْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً

(مستدرک للحاکم، الحدیث:7732)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو، اس کے پاس موجود رہ۔ پس اس کے خون کے پہلے قطرے کے بہنے کے ساتھ تیرے ہر ذنب جو تو نے پہلے کیا بخش دیا جائے گا۔ اور تو کہہ میری نماز، میری قربانی، میری حیات اللہ کے لیے ہیے۔

اور اس حدیث مبارکہ کے اندر:

ذنوبك

میں "ك، ضمیر" تو خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمائی ہے۔

20-12-2023

چمن زمان کا آٹھواں اعتراض:

بغض وحسد اور مال حرام کو مزید حرام کرنے کے در پہ حوص و لالچ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ آنجناب کو اتنا ہی نہیں پتہ کہ جن کی طرف یہ منسوب کیا ہے وہ اس سے رجوع فرما چکے ہیں۔اور یہ کسی سے مخفی نہیں کہ قبلہ امام جلالی ید شرفہ نے تین صفحات پر مشتمل رجوع اپنے آفیشل چینل پر اپلوڈ فرمایا اور چمن زمان صاحب کی مکاری کو بھی لکھ دی لعنت۔

اپنی طرف سے دعوے بناتا ہے اور اسے منسوب کرتا رہتا ہے۔قائل کا موقف بھی سن لیا کر۔

چمن زمان کا نواں اعتراض

''اشرف کا دعویٰ ہے کہ معصوم ہونے کے لیے نبی ہونا شرط ہے۔اور جس کو معصوم مانو اس کو نبی ماننا لازم ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ نبوت کو عصمت کی شرائط سے گننا اور جس کو معصوم مانو اس کو نبی ماننے کا لزوم سراسر باطل دعوی ہے''۔

اقول: جیسا کہ ماقبل میں گزرا کہ ناقل کا کام منقول عنہ سے ثابت کرنا ہے باقی حکم اسی پر لگے گا۔ اور یاد رہے کہ یہ عبارت قبلہ امام جلالی زید شرفہ نے داتا صاحب علیہ الرحمہ کی کشف المحجوب سے بیان کی تھی۔ جس کا حوالہ ذیل ہے:

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف میں فرماتے ہیں:

عصمت شرط نبوت است

(کشف المحجوب فارسی، صفحہ:242، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

چمن زمان صاحب ہم نے کشف المحجوب سے نقل پیش کر دی اب آپ فتوی لگائیں داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ پر۔

چمن زمان کا دسواں اعتراض:

''ابراہیم خلیل الرحمان نے کلمہ کفر بولا معاذ اللہ کلمہ کفر کفر نباشد''

اقول:

چمن زمان صاحب اس پر صرف آپ کو دعوت پیش کرتا ہوں کہ آپ پورا بیان سنیں۔ پھر بھی اگر سمجھ نہ لگے تو پھر کہیے گا۔ جو چیز حکایۃ منقول ہو وہ اس کو حکایت کے درجے میں رکھ کر ہی سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ تو

لا تقربو الصلوۃ

کو لے کر کوئی بھی شور مچا سکتا ہے۔

حرف آخر

چمن زمان صاحب آپ نے اب تک جو جو سوالات پیش کیے ہم نے سب کے جوابات دے دیئے ہیں۔ اگر آپ ان کا رد کرنا چاہیں تو پھر اصولوں کو ملحوظ رکھے بغیر تو ایک لمحے میں بھی کر سکتے ہیں مگر اصولی گفتگو کرنا آپ پر لازم ہے۔

باقی رہا میرے دس سوالوں کا جواب دینا وہ تو بس ہمارے ایک جھٹکے کی مار ہیں۔ آپ نے ایک کھوکھلی اینٹ پر ریت کی دیوار کھڑی کر دی ہم وہ اینٹ ہی نکال رہے ہیں جس کے بعد وہ دیوار تو ایک جھٹکے سے ہی زمین بوس ہو گئی۔ اصل میں آپ اس سوال سے بھاگ رہے ہیں کہ:

''لفظ خطا اور غلطی سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا تو گستاخی بنا کہ ناں''

جناب آپ کو ہر پوسٹ میں اسی سوال پر لایا گیا تھا جن کا جواب دینے سے آپ ابھی تک بھاگ رہے ہیں۔ اپنی سابقہ تحریروں کی روشنی میں اس ایک سوال کا جواب دیں۔ پھر بات آگے بڑھے گی۔

چمن زمان جواب دو:

چمن زمان!

تم نے مسئلہ لفظ''خطا'' کی حد بندی کو توڑتے ہوئے ہر طرح کے مسائل سے بات کو طول دینا پسند رہی ہے تو ہم بھی جناب کے اہلسنت سے اعتزالی نظریات کی ایک فہرست جلد ہی جاری کریں گے، آپ کو بھی اہلسنت کے مسلمات کی روشنی میں ان سب کا جواب دینا ہوگا۔

کتبہ

العبد الملتجی والی اللہ المشتکی محمد زاہد نعمانی عفی عنہ

20-12-2023